صحابہ کرام کا مقام

اور غیر مقلدین کا موقف

از قلم

مولانا عبد الخالق صاحب سنبھلی

منجانب

النعمان سوشل میڈیا سروسز

مقالہ نمبر ۷

شریعت مطہرہ میں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام

اور غیر مقلدین کا موقف

از

حضرت مولانا عبدالخالق صاحب سنبھلی

استاذ دارالعلوم دیوبند



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰه رب العالمين والصلوة والسلام على شمس الهداية واليقين وعلى اله الطيبين الطاهرين وأصحابه الاشداء على الكفار الرحماء بين المؤمنين الذين قد اختارهم الله تعالىٰ قدوة للمسلمين، ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين۔وبعد!

قال الله عزوجل: محمد رسول اللّٰه والذين معه أشداء على الكفار رحماء بينهم تراهم ركعاً سجداً يبتغون فضلاً من الله ورضواناً سيماهم فى وجوههم من أثر السجود (القرآن)

ترجمہ :- ارشاد ربانی ہے کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کی صحبت پائے ہوئے ہیں وہ کفار پر بھاری ہیں اور آپس میں مہربان ہیں، اے مخاطب تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں، کبھی سجدہ کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رضامندی کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں، ان کے چہروں پہ سجدے کے اثر کی نشانی ہوتی ہے (خشوع وخضوع کے انوار ہوتے ہیں)

سید البشر ﷺ اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد دنیاء انسانیت میں تقدس مآب اگر کوئی جماعت ہے تو وہ صرف صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی معزز جماعت ہے جو عشقِ نبوی سے سرشار تھی، وحی الٰہی کی روشنی میں جس کی تربیت ہوئی، رسالتمآب ﷺ نے ان کا تزکیہ فرمایا، نور نبوت کی براہ راست روشنی ملی جس کی ادنیٰ سی جھلک بھی اگر پڑ گئی تو دل مجلیٰ ہو گئے اور اس طرح یہ انبیاء و رسل کے بعد افضل ترین انسانوں کا پاکباز گروہ بارگاہِ الٰہی سے منتخب ہو کر پیارے حبیب ﷺ کی معیت سے بہرہ ور ہوا۔ یہی تو وہ لوگ ہیں جن پر آفتابِ نبوت کی کرنیں بلاواسطہ پڑیں، ان کی نگاہوں نے جمال رخِ اقدس کا مشاہدہ کیا ہے، ان کے کانوں نے آپ کی شیریں آواز سنی ہے جو دل سے

تاروں کو مست کر دیا کرتی تھی، آپؐ کے سامنے جن کی زبانیں قال اللّٰہ، قال الرسول کا ورد کیا کرتی تھیں۔

بہر حال صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو رب رحیم نے آنحضور ﷺ کی صحبت اور شریعتِ الٰہیہ کو عام کرنے، چراغِ مصطفوی کی روشنی کو بڑھانے اور دعوتِ توحید کو پھیلانے کے لئے چن لیا تھا۔

ان حضرات قدسی صفات کا شریعت میں کیا مقام ہے؟ اور غیر مقلدین کا ان عظیم شخصیات کے بارے میں کیا موقف ہے؟ یہ موضوع وضاحت طلب ہے!

آئندہ صفحات میں قرآن وسنت کی نصوص اور علماء امت کی تصریحات کی روشنی میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے صحیح مقام ومرتبے کو اجاگر کیا جائے گا، نیز غیر مقلدین کے موقف کو بھی واشگاف کرنا ہے۔ (ان شاء اللّٰہ تعالیٰ)

اس سے پہلے کہ ہم صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مقام بلند اور ان کے مینارۂ عظمت کی بلندی پر نگاہ ڈالیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اکابر کے فرامین کی روشنی میں یہ واضح کر دیا جائے کہ صحابیت کیا ہے اور صحابی کس شخصیت کو کہتے ہیں؟ پورا تعارف سامنے آجائے۔

صحابی (رضی اللہ عنہ) کی تعریف

صحابی رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جنھوں نے رسول اللہ ﷺ سے بحالتِ ایمان ملاقات کی ہو اور اسلام ہی پر ان کا خاتمہ ہوا ہو (۱) قدرے تفصیل کیلئے آگے مزید وضاحت پیش ہے:

علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

أصح ما وقفت عليه من ذلك أن الصحابي من لقي النبي ﷺ مؤمنا به ومات على الإسلام فيدخل فيمن لقيه من طالت مجالسته أو قصرت ومن روى عنه أولم يرو ومن غزا معه أو لم يغز ومن راه رؤيته ولو لم يجالسه ومن لم يره لعارض (۲)

(۱) تحفۃ الدرر شرح نخبۃ الفکر ص ۴۸ (۲) الاصابہ ج ۱ ص: ۷

ترجمہ:-صحابی کی تعریف میں صحیح تربات جس سے میں واقف ہوا وہ یہ ہے کہ صحابی اسے کہیں گے جس نے آنحضرت ﷺ سے بحالت ایمان ملاقات کی ہو اور اسلام پر اس کا خاتمہ ہوا ہو، آپ سے ملاقات کرنے والوں (صحابہ) میں ان کا بھی شمار ہے جن کی مجالست آپ کے ساتھ زیادہ رہی ہو اور اس کا بھی جسے اس کا موقعہ کم ملا ہو، وہ بھی جو آپ سے روایت کرنے والا ہو، اور وہ بھی جس نے آپ سے روایت نہ کی ہو، وہ بھی جس نے آپ کے ساتھ جہاد کیا اور وہ بھی جسے اس کا موقع نہ مل سکا ہو، وہ بھی جس نے ایک نظر آپ کو دیکھا ہو اور اسے آپ کی مجالست حاصل نہ ہو سکی ہو، اور وہ بھی جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن کسی عارض (مثلاً نابینا ہونے) کی وجہ سے آپ کا چہرۂ اقدس نہ دیکھ سکا ہو۔

حافظ خطیب بغدادی نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

قال محمد بن اسمٰعیل البخاری من صحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم أو راہ من المسلمین فھو صحابی (۱)

ترجمہ:-امام بخاریؒ نے فرمایا جس مسلمان نے آپ کی صحبت کا شرف حاصل کیا یا آپ کو اس نے دیکھا تو وہ صحابی ہے۔

نیز حافظ بغدادی صاحب حضرت امام احمد ابن حنبل کا قول نقل کرتے ہیں۔

کل من صحبہ سنۃ أو شھراً أو یوماً أو ساعۃً أو راہ فھو من أصحابہ (۲)

ترجمہ:-ہر وہ شخص جس نے ایمان کی حالت میں ایک سال یا ایک ماہ یا ایک دن ایک گھڑی آپ کی مصاحبت کی ہو یا صرف زیارت کی ہو تو وہ صحابی ہے۔

ان تصریحات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مصاحبت و ملاقات سے بہرہ ور ہونے والی شخصیت کو صحابی کہا جاتا ہے اور یہ رفاقت کی سعادت خواہ تھوڑی دیر کے لئے نصیب ہوئی ہو ایسا شرف ہے کہ پوری امت کے اعمالِ حسنہ بھی مل کر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

(۱) الکفایۃ فی علم الروایۃ ص ۵۱ (۲) ایضاً ص ۵۱

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن عظیم کے آئینے میں

اسلام کے اس قافلۂ اول کی تصویر قرآن مقدس نے عمدہ انداز میں پیش کی کہ عنداللہ وہ اتنے مقبول ہوئے جس کی بدولت خدا تعالیٰ کی خوشنودی انھیں حاصل اور وہ اللہ سے راضی، رشد وہدایت کے وہ مہر و ماہ ہیں، فلاح و کامرانی کا تاج ان کے سر پر ہے، ان کی اتباع کرنے والا جنت کا مستحق، دراصل ان کی ذات قدسی صفات کو حق و باطل کا معیار قرار دیا گیا، دسیوں آیات ان کے اس مقام بلند کی شہادت دے رہی ہیں۔ یہاں چند آیات پیش کی جارہی ہیں۔

۱-وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ (سورۂ توبہ)

ترجمہ: اور جو مہاجرین وانصار (ایمان لانے میں سب سے) سابق اور مقدم ہیں اور (بقیہ امت میں) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا، اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے اور اس نے ان کے لئے ایسے باغات تیار کئے جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اور وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

یہ آیت جمیع مہاجرین وانصارؓ کے ایمان، اعمال صالحہ کی قبولیت وفضیلت اور عدالت پر تو نص ہے ہی، اس کے علاوہ تمام مہاجرین وانصار کے متبوع ومقتدیٰ ہونے کی حیثیت بھی بتاتی ہے، کیونکہ جو لوگ اعمال حسنہ میں ان کی پیروی کریں گے تو وہ بھی جنات النعیم میں ابدیت اور فوز عظیم سے ہم کنار ہوں گے۔

۲-هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ (سورۃ الحج)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ نے تم کو چن لیا اور اس نے تمہارے لئے دین میں کوئی تنگی نہیں پیدا کی تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے، انہوں نے تمہارا نام مسلمان پہلے سے رکھا اور یہ نام اس قرآن میں بھی ہے تاکہ رسول تمہارے اوپر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ بنو۔

یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ خداوند قدوس نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے رسول کی صحبت ومعیت کے لئے خود چنا تھا اب ان کا مقام اللہ تعالیٰ کے یہاں کس درجہ عظیم اور بلند ہوگا، ان کے اس مقام بلند کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟

۳۔لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ (سورۂ توبہ)

ترجمہ:- لیکن رسول اور جو ایمان لانے والے ان کے ساتھ میں کوشش کرتے ہیں جان ومال سے اللہ کے راستے میں انہی کے لئے ہیں بھلائیاں اور انہی کے لئے ہے فلاح وکامرانی۔

آیت کریمہ سے واضح ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ کے زمانے کے سارے مؤمنین (صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم) نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ کوشش کی اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا ان کو بھلائیوں اور کامرانی کا مژدہ سنایا جا رہا ہے۔

٤-لَايَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔

(سورۃ الحدید)

ترجمہ:- جو لوگ فتح مکہ سے پہلے (فی سبیل اللہ) خرچ کر چکے اور لڑ چکے وہ ان سے اونچے درجے والے ہیں جنھوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور قتال کیا ہے اور ان میں سے ہر ایک کے لئے اللہ نے جنت کا وعدہ کیا ہے اور اللہ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے۔

آیت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اگرچہ فتح مکہ سے قبل جو لوگ ایمان لا چکے تھے اور

جنھوں نے دین کیلئے جان و مال قربان کیا تھا وہ فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کرنے والوں سے افضل و اعلیٰ ہیں مگر اللہ تعالی نے بلا تخصیص جنت کا وعدہ سارے اصحاب رسول ﷺ سے کیا ہے خواہ وہ فتح مکہ سے پہلے کے ہوں یا بعد کے۔

قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ اس آیت کے تحت اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

فانه صريح فى أن جميع الصحابة أولهم و آخرهم وعدهم الله الحسنىٰ يعني الجنة۔ (تفسیر مظہری)

ترجمہ:۔یعنی یہ آیت اس باب میں بالکل صریح ہے کہ سارے صحابہ پہلے کے ہوں یا بعد کے سب سے اللہ نے حسنیٰ یعنی جنت کا وعدہ کیا ہے۔

۵-وَاعْلَمُوْا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔

(سورۃ الحجرات)

ترجمہ:-اور جان لو کہ تم میں خدا کے پیغمبر ہیں اگر بہت سی باتوں میں تمہارا کہا مان لیا کریں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ لیکن خدا نے تم کو ایمان عزیز بنا دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں سجا دیا اور کفر، گناہ اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا یہی لوگ راہِ ہدایت پر ہیں یعنی خدا کے فضل اور احسان سے،اور اللہ تعالی بہت جاننے والے ہیں اور حکمت والے ہیں۔

صحابہ کرام کی صلابتِ ایمان اور عیوب سے پاک دامنی پر یہ ایک جامع آیت ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کے دل میں چھوٹے بڑے ہر طرح کے گناہ کا تصور تک ناپسندیدہ بنا دیا تھا،اس سے صحابہ کرام کا غایت درجے کا متقی ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

٦-كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(سورہ آل عمران)

ترجمہ:- تم لوگ بہترین جماعت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی

ہے، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمائی ہے کہ اس آیت کے اصل مصداق صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اور باقی امت میں سے وہ لوگ آیت کے مصداق ہیں جو صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر ہوں گے۔

قال عمر بن الخطابؓ لو شاء الله لقال: انتم۔ فکنا کلنا ولکن قال کنتم خاصة فی أصحاب محمد(ﷺ) ومن صنع مثل صنیعهم کانوا خیر أمة اخرجت للناس۔(۱)

ترجمہ: فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو "انتم" فرماتے، اس صورت میں پوری امت قیامت تک مصداق ہو جاتی مگر اللہ تعالیٰ نے "کنتم" فرمایا ہے۔ پس یہ آیت مخصوص ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے اور باقی امت میں سے جو لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلیں گے جو لوگوں کو فائدہ رسانی کیلئے وجود میں لائی گئی ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تفسیر کے مطابق آیت کریمہ میں اگر غور کیا جائے تو اس سے صحابہ کرام کا ایک خصوصی امتیاز ثابت ہوتا ہے اور وہ ہے "اس جماعت کی خیریت اور افضلیت" اور یہ افضلیت بھی نفع رسانی کے لحاظ سے ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیا ہے جس سے تبلیغ دین، اشاعت اسلام اور شریعت حقہ کی تشریح کے سلسلے میں ان کی امامت و پیشوائی ثابت ہوتی ہے کہ وہ دین کے علم بردار ہو کر دنیا میں پہونچے اور دین کے مخفی گوشوں کو انہوں نے سمجھایا اور اس کو حجت شرعیہ مانا گیا اور ظاہر بات ہے کہ جب تک وہ خود معروفات پر کامل طریقے سے عامل اور ہر طرح کے منہیات سے پوری طرح سے بچنے والے نہ ہوتے تو ان کا ذکر قرآن میں اس شان اور اس صفت کے ساتھ مقام مدح میں نہ کیا جاتا۔

۷-وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ

(۱) کنز العمال ص ۲۳۸ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد

الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (سورۃ النساء)

ترجمہ :- اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر (ﷺ) کی مخالفت کرے اور مؤمنوں کے راستے کے سوا اور راستہ چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کر دیں گے اور وہ بری جگہ ہے۔

اس آیت کریمہ میں جہنم کی وعید دو باتوں کے مجموعے پر سنائی گئی ہے، مخالفت رسول پر اور مخالفت سبیل المؤمنین پر، اور مؤمنین کی سب سے پہلی اور افضل جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت ہے لہذا اصحاب عظام ہی اس آیت کے مصداق اولیں اور فرد کامل ہوں گے، نیز مذکورہ آیت سے اتباع صحابہ ویسی ہی ضروری ثابت ہوتی ہے جیسی رسول ﷺ کی پیروی، اور صحابہ کا مقام بلند بھی اس سے خوب واضح ہو رہا ہے۔

۸- لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ (سورہ توبہ)

ترجمہ :- تحقیق کہ اللہ متوجہ ہوا نبی (ﷺ) پر اور مہاجرین و انصار پر اور ان لوگوں پر جنھوں نے تنگی کے موقعہ پر نبی کریم کی اتباع کی۔

آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم خواہ وہ مہاجرین و انصار ہوں یا غزوۂ تبوک میں شریک ہونے والے ہوں، سب مغفورٌ لھم ہیں یعنی اللہ نے ان کی تمام لغزشوں کو معاف فرما دیا ہے۔

۹- فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ (سورۃ البقرۃ)

ترجمہ :- پھر اگر یہ لوگ بھی اسی طرح ایمان لے آئیں جس طرح تم ایمان لے آئے ہو تو وہ ہدایت یاب ہو جائیں اور اگر منہ پھیر لیں اور نہ مانیں تو وہ (تمہارے) مخالف ہیں۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا عظیم مقام اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے ایمان کو

دوسروں کے ایمان اور ہدایت کے لئے معیار قرار دیا

۱۰- وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِ ھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔
(سورۃ الحشر)

ترجمہ :- اور وہ لوگ جو بعد میں یہ کہتے ہوئے آئے کہ اے ہمارے پروردگار ہماری بھی مغفرت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دلوں میں ایمان لانے والوں کی طرف سے کوئی بغض نہ پیدا کرنا، اے ہمارے پروردگار آپ نرمی کرنے والے رحم فرمانے والے ہیں۔

یہ آیت اس بات کو متضمن ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا واجب ہے اور ان کے بارے میں کلمات خیر کہنا عین ایمان کا تقاضا ہے امام فخر الدین رازیؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

بین أن من شأن من جاء بعد المهاجرين والانصار أن يذكروا السابقين هم المهاجرون والانصار بالدعاء والرحمة فمن لم يكن كذالك بل ذكرهم بالسوء كان خارجاً من جملة أقسام المؤمنين بنص هذه الأية (١)

ترجمہ :- اللہ نے بتلادیا کہ مہاجرین وانصار سے بعد میں آنے والوں کا یہ وظیفہ ہے کہ وہ سابقین یعنی مہاجرین وانصار کو دعا ورحمت کے ساتھ یاد کریں اور جو ایسا نہیں ہے اور اس نے ان کا ذکر برائی سے کیا تو وہ اس آیت کی رو سے اہل ایمان کی ہر قسم سے خارج ہوگیا۔

خلاصۂ آیات

اِن آیات مبارکہ میں صحابہ کا مقام رفیع واضح ہے کہ یہ متبوع ومقتدیٰ ہیں، انہیں کامرانی کا مژدہ سنایا گیا ہے، ان مقدس شخصیتوں کی اتباع کرنے والے بھی فوز عظیم سے ہمکنار ہوں گے، نیز اپنے محبوب کی رفاقت کے لئے مولائے کریم نے ان حضرات

(۱) تفسیر کبیر ص ۷، ۱۲، ۸

کا خود انتخاب فرمایا، خداوند تعالیٰ نے بالتخصیص سارے اصحاب سے جنت کا وعدہ فرمایا، ان شخصیات کے دل میں چھوٹے بڑے ہر قسم کے گناہ کا تصور تک اللہ نے ناپسندیدہ بنادیا تھا، انہیں بہترین جماعت کا خطاب دیا گیا، اس مقدس گروہ کی مخالفت کرنے والوں کو جہنم کی وعید سنائی کیونکہ ان حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کو دوسروں کے ایمان وہدایت کیلئے معیار اور کسوٹی قرار دیا گیا ہے، یہ ہے صحابہ کرام کا مقام بلند، اسی لئے بعد میں آنے والے مسلمانوں کو ہدایت دی گئی کہ وہ ان پاک باز شخصیتوں کا ذکر مبارک خیر سے کریں، مغفرت کی دعا کریں، ان کے متعلق کینہ کپٹ اور بدظنی سے دور رہیں۔

یہ ہے خلاصہ ان پیش کردہ آیات مبارکہ کا۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم احادیث کی روشنی میں

درس گاہ نبوت کی فیض یافتہ مقدس شخصیتوں کے بارے میں ارشادات ربانی کا آپ نے مطالعہ کرلیا، ذیل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات درج کئے جارہے ہیں تاکہ معلوم ہوجائے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں ان کی کیا حیثیت تھی، ملاحظہ ہو۔

۱- عن عبدالله رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خیر أمتی القرنُ الذین یلونی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یجیئ قوم تسبق شهادة أحدهم یمینه و یمینه شهادته ۔(۱)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا سب سے بہتر طبقہ وہ ہے، جو میرے ساتھ ہے (یعنی صحابۂ کرام) پھر وہ ہے جو ان کے ساتھ ہوگا (یعنی تابعین) پھر وہ ہے جو ان کے ساتھ ہوگا (یعنی تبع تابعین) پھر ایسے لوگ آئیں گے جن کی گواہی قسم سے پہلے اور قسم گواہی مانگنے سے پہلے واقع ہوگی (یعنی بلاوجہ قسم کھائیں گے اور جھوٹ بولیں گے)

مذکورالصدر روایت سے صاف معلوم ہورہا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ مکمل خیر وبرکت کا زمانہ تھا، قسم کھانے میں بے باکی نہیں تھی، جھوٹ وغیرہ کا شائبہ نہیں تھا، یہ

(۱) مسلم شریف ص ۳۰۹ ج ۲۔

امراض بعد کے لوگوں میں پیدا ہوئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

۲- لا تمس النار مسلماً رانی اوزای من رانی۔ (۱)

ترجمہ:- آگ اس مسلمان کو نہ چھوئے گی جس نے مجھے دیکھایا میرے دیکھنے والوں (صحابہ کرام) کو دیکھا۔

نبی اکرم ﷺ اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دیدار سے مشرف ہونے والے مسلمانوں کو جہنم سے خلاصی کی خوشخبری دے رہے ہیں، کس قدر عظیم سعادت ہے، اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اہم منقبت اور فضیلت ثابت ہوتی ہے،

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۳-قال رسول الله ﷺ الله الله فی اصحابی لاتتخذوهم غرضاً من بعدی فمن أحبهم فبحبی أحبهم ومن أبغضهم فببغضی ابغضهم ومن اذاهم فقد آذانی ومن اذانی فقد اذی اللّٰہ ومن اذی الله فیوشك أن یاخذہ۔(۲)

ترجمہ:- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالی سے ڈرو، اور انہیں میرے بعد نشانہ نہ بناؤ، جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی، اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھا، جس نے انہیں تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہونچائی، اور جس نے مجھے تکلیف پہونچائی اس نے اللہ کو تکلیف پہونچائی اور جو اللہ کو تکلیف پہونچائے گا تو قریب ہے کہ اللہ اس کو اپنی گرفت میں لے لے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام کو نشانہ طعن وملامت بنانا حرام ہے ان سے محبت رکھنا آنحضور ﷺ سے محبت رکھنا ہے اور ان سے بغض رکھنا آنحضور ﷺ سے بغض رکھنا ہے اور ان کو ایذا پہنچانے والا آنحضور ﷺ کو ایذا پہنچاتا ہے۔

(۱) ترمذی شریف ص ۲۲۵ ج ۲ (۲) رواہ الترمذی ص ۲۲۵ ج ۲ مشکوۃ ص ۵۵۴

۴- عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لاتسبوا أحداً من أصحابی فإن احدکم لوأنفق مثل أُحُد ذهباً ماادرك مدأحدهم ولانصیفه ۔(۱)

ترجمہ :- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو برا بھلا نہ کہنا کیونکہ تم میں سے اگر کوئی احد پہاڑ کی برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو وہ ثواب میں صحابہ کے ایک بلکہ آدھ مُد جَو کے خرچ کے ثواب کو بھی نہ پا سکے گا۔

اس روایت سے معلوم ہو رہا ہے کہ صحابہ کو برائی سے یاد کرنا حرام ہے، صحابہ کرام کا مقام بعد میں آنے والوں سے بدر جہا بڑھا ہوا ہے، ان کا اللہ کے راستے میں تھوڑا سا خرچ کرنا بعد والوں کے سونے کے پہاڑ کی مقدار خرچ کرنے سے بھی زیادہ افضل ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

۵- اصحابی کالنجوم فبایهم اقتدیتم إهتدیتم۔ (۲)

ترجمہ :- میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، پس جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

یعنی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آسمان رشد و ہدایت کے درخشاں ستارے ہیں، امت جس کسی کو بھی اپنا راہ نما بنائے گی منزل مقصود تک پہنچ جائے گی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا

٦- وإن بنی إسرائیل تفرقت علیٰ ثنتین وسبعین ملة وتفترق امتی علیٰ ثلث وسبعین ملة کلهم فی النار إلاملة واحدة ،قالوا من هی یا رسول الله قال ماأناعلیه وأصحابی۔ (۳)

ترجمہ:- بے شک بنی اسرائیل بہتر ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت تہتر ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی ایک جماعت کے سوا سب جہنم میں

(۱) متفق علیہ واللفظ لمسلم ص۳۱۰ ج۲۔ (۲) مشکوٰۃ ص۵۵۴۔ (۳) مشکوٰۃ شریف ص۳۰

جائیں گے، صحابہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول وہ کونسی جماعت ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا (اس راستے کی پیروکار) جماعت ہے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے اپنے طریق کو بعینہ اپنے صحابہؓ کا طریق بتلایا ہے یعنی ان کی راہ چلنا میری راہ چلنا ہے اور ان کی پیروی میری پیروی ہے

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:-

۷-سألت ربی عن اختلاف أصحابی من بعدی فاوحی إلیّ یا محمد إن أصحابك عندی بمنزلة النجوم فی السماء بعضها أقویٰ من بعض ولکل نور فمن أخذبشیٔ مما هم علیه من اختلافهم فهو عندی علیٰ هدی(۱)

ترجمہ :- میں نے اپنے پروردگار سے اپنے بعد صحابہ کے اختلاف کے متعلق دریافت کیا تو مجھے وحی ہوئی کہ اے محمد تمہارے سارے اصحاب میرے نزدیک آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں، روشنی میں اگر چہ کم وبیش ہیں مگر نور ہدایت ہر ایک میں ہے، پس جس نے صحابہ کے مابین مختلف فیہ مسائل میں سے جس کو بھی اختیار کرلیا تو وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے۔

یعنی مسائل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اختلافات کا تعلق حق سے ہے اس لئے ان میں سے کسی کی بھی اتباع باعث ہدایت ہے

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا،

۸- علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ۔(۲)

ترجمہ :- اے لوگو! تم پر لازم ہے کہ میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین (ابوبکر، عمر، عثمان وعلی رضی اللہ عنہم) کی سنن کی پیروی کرو، ان کو خوب تھام لو بلکہ ڈاڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑلو۔

اس روایت سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ خلفاء راشدین وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل

(۱) مشکوۃ ص ۵۵۴ (۲) مشکوۃ ص ۳۰ رواہ ابوداؤد والترمذی وابن ماجہ والنسائی

حجت ہے اور ان کی سنت اختیار کرنا ضروری ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں

۹- قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إذا رأیتم الذین یسبون أصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علی شرکم (۱)

ترجمہ :- آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحاب کے بارے میں برا بھلا کہہ رہے ہیں تو کہو اللہ تمہارے شر پر لعنت کرے۔

یعنی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو جو برا بھلا کہے اس پر لعنت بھیج کر الگ ہو جانا ضروری ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

۱۰- أصحابی فی امتی کالملح فی الطعام لایصلح الطعام إلا بالملح (۲)

ترجمہ :- میری امت میں میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کا درجہ کھانے میں نمک کی طرح ہے نمک ہی سے کھانا درست رہتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امت محمدیہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وہی مقام ہے جو کھانے میں نمک کا، اگر ان سے صرف نظر کرلیا جائے تو اس امت کی اصل خوبی ختم ہو جائے گی، بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان گرامی ارشادات سے صحابہ رضی اللہ عنہم کا مقام بلند واضح ہو کر سامنے آ جاتا ہے خاص کر اس ذات گرامی نے ان کے مقام بلند اور عظمت کی تعیین کی جس کی خصوصی تربیت میں یہ پروان چڑھے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام بزبان صحابۂ عظام رضی اللہ عنہم

احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال ملاحظہ ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

(۱) ترمذی شریف ص ۲۲۵ ج ۲، (۲) مشکوۃ شریف ص ۵۵۴

إن الله نظر في قلوب العباد فاختار محمداً صلى الله عليه وسلم فبعثه برسالته وانتخبه بعلمه ثم نظر في قلوب الناس بعده فاختار الله له أصحاباً فجعلهم أنصار دينه ووزراء نبيه صلى الله عليه وسلم فماراه المومنون حسناً فهو عندالله حسن ومارا ه المؤمنون قبيحاً فهو عندالله قبيح۔(۱)

ترجمہ:- اللہ تعالی نے بندوں کے قلوب پر نظر ڈالی پس اللہ نے حضرت محمد مصطفی ﷺ کو چن لیا اور آپ کو اپنا پیغام دے کر بھیجا اور آپ کو خوب جان کر منتخب فرمایا، پھر آپ کے بعد اللہ تعالی نے لوگوں کے قلوب پر دوبارہ نگاہ ڈالی پس اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کچھ ساتھی چن لئے جن کو اللہ نے اپنے دین کا مددگار بنایا ہے۔لہذا جس چیز کو مؤمنین کاملین اچھا سمجھیں تو وہ عنداللہ بھی اچھی ہے اور جس چیز کو یہ مؤمنین برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی بری ہے۔

اس قول سے جہاں صحابۂ کرام کا پاکیزہ ہونا معلوم ہوا وہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ معیار حق ہیں اگر وہ کسی شی کو اچھا سمجھیں تو وہ اللہ کے یہاں حسن اور جس کو برا جانیں وہ اللہ تعالی کے یہاں بری قرار پائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

من كان مستناً فليستن بمن قد مات اولئك أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم كانواخير هذه الامة أبرهاقلوباً وأعمقهاعلماً وأقلهاتكلفاً قوم اختارهم الله بصحبة نبيه صلى الله عليه وسلم ونقل دينه فتشبهو ا بأخلاقهم وطرائقهم فهم أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم كانوا على الهدى المستقيم والله رب الكعبة۔(۲)

ترجمہ:- جو شخص کسی کی پیروی کرنا چاہے تو اس کو ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہئے جو وفات پا چکے ہیں، یہ صحابہ کرام ہیں جو اس امت کا بہترین حصہ ہیں، امت میں سب سے زیادہ نیک دل ہیں، علم میں سب سے زیادہ گہرائی رکھتے ہیں

(۱) حلیۃ ابی نعیم ص ۳۷۵ ج ا مطبوعہ مصر۔ (۲) حلیۃ الاولیاء ص ۳۰۵ ج ا بحوالہ حیات الصحابہ عربی ص ۲۳ ج ا

اور امت میں سب سے زیادہ بے تکلف ہیں، یہ ایسے حضرات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی صحبت کے لئے اور ان کے دین کی تبلیغ کے لئے چن لیا ہے، پس آپ حضرات ان کے اخلاق اور ان کے طریقوں کو اپنائیں کیونکہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں، کعبہ کے پروردگار کی قسم وہ حضرات صراط مستقیم پر تھے۔

اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح منقول ہے اور اس میں "من كان مستنأفليستن بمن قد مات" کے بعد اتنا اضافہ بھی ہے "فإن الحى لاتؤمن عليه الفتنة" (کہ کوئی بھی زندہ فتنہ سے محفوظ نہیں ہے)(۱)

مگر اس ضابطے سے صحابۂ کرام کی ذوات قدسیہ مستثنیٰ ہیں، ان کی پیروی ان کی زندگی میں بھی لازم تھی کیونکہ وہ حق کے لئے معیار ہیں بہر حال مذکورہ ارشاد گرامی میں بھی حضرات صحابہ کرام کے اخلاق اور ان کے طریقوں کو اپنانے کا حکم دیا گیا ہے اور وجہ یہ بیان کی ہے کہ وہ حضور ﷺ کے صحابہ ہیں پھر قسم کھا کر کہا گیا ہے کہ حضراتِ صحابہ کرام صراط مستقیم پر تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

ولاتسبوااصحاب محمدصلى الله عليه وسلم فلمقام أحد هم ساعة يعنى مع النبى صلى الله عليه وسلم خير من عمل أحدكم اربعين سنة(۲)

ترجمہ:-تم محمد ﷺ کے ساتھیوں کو برا بھلا نہ کہو، اس میں سے کسی کا آنحضور ﷺ کے ساتھ کچھ دیر رہنا تمہارے چالیس سال کے عمل سے بہتر ہے۔

صحابہ کرام کے مقام بلند کا ذرا اندازہ لگائیے کہ رفاقتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت اور صحابیت کے شرف نے ان کے مقام کو کتنا بلند تر کر دیا تھا، کہ جس نے ان کے عمل کو ثریا پر پہونچا دیا کہاں ایک عام امتی اور کہاں صحابۂ کرام؟

چہ نسبت خاک را بعالم پاک۔

---

(۱) مشکوٰۃ ص۳۲_(۲) شرح العقیدۃ الطحاویہ ص۳۹۸

غیر مقلدین ...... تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق غیر مقلدین کا عجیب معاملہ ہے کہ وہ ان شخصیات کا احترام نہیں کرتے اور نہ انہیں وہ مقام دیتے ہیں جو کتاب اللہ نے ان کو بخشا اور تاج عظمت سے سرفراز فرمایا، اور نبی کریم ﷺ نے اپنے ان تربیت یافتہ اور فیض حاصل کرنے والے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جو اوصاف بیان فرمائے اور انکی عظمت کی نشان دہی فرمائی، کہ ان کا طریقہ میرا طریقہ ہے، واقعۃ وہ شمع نبوت کے پروانے اور ہدایت کے ستارے ہیں، مگر غیر مقلدین کو پیارے آقا ﷺ کی ان باتوں پر گویا اعتماد نہیں اس لئے وہ صحابہ کے اقوال کا اعتبار نہیں کرتے، جبکہ اپنے آپ کو اہل حدیث کہلاتے ہیں، حالانکہ صحابہ ہی مدار سند ہیں، ان ہی سے قرآن وسنت دوسروں تک پہونچے مزید براں وہ الٹے صحابہ کو تنقیص وتنقید کا نشانہ بناتے ہیں، انکی عدالت و پاکبازی کو داغدار کرتے ہیں، بعض صحابہ کرام کی خطاء اجتہادی کو لیکر خوب اچھالتے ہیں، آگے ہم ان کا چہرہ ان ہی کے آئینے میں دکھائیں گے، اس تفصیل سے پہلے صحابہ کرام کی عدالت و پاکبازی کو ہم سامنے رکھتے ہیں، اور بد باطن لوگوں کی طرف سے ہونے والے شبہات کا ازالہ کرتے ہیں:۔

صحابہؓ کی پاک بازی وعدالت

پوری امت کا اجماع ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سب کے سب پاک باز اور عادل ہیں، صحابہ کی عدالت وثقاہت پر قطعی دلائل موجود ہیں بلا چون وچرا ان کو عادل تسلیم کرنا ضروری ہے، راوی غیر صحابی کی عدالت کے متعلق تو چھان بین ہوگی مگر صحابہ کی عدالت میں تفتیش نہیں ہوگی، صحابہ کی عدالت دیگر عام رواۃ کی طرح نہیں ہے، اور صرف روایت حدیث ہی میں نہیں بلکہ دوسرے معاملات زندگی میں بھی وہ عدالت کی صفت سے متصف ہیں، فسق کی صفت سے متصف نہیں ہو سکتے اگر ان کی عدالت مجروح ہو تو پھر اعتماد کامل کیسے حاصل ہو سکتا ہے جبکہ صحابۂ کرام دین کے ستون ہیں، اس لئے ان پر جرح وتعدیل نہیں ہوگی علامہ ابن اثیر جزری کا فرمان ہے۔

الصحابة يشار كون سائر الرواة فى جميع ذلك إلا فى الجرح والتعديل فإنهم كلهم عدول لايتطرق إليهم الجرح لأن الله عزو جل ورسوله زكيّاهم وعدّ لاهم وذلك مشهور لايحتاج لذكره۔ (۱)

ترجمہ:- صحابہ کرام سب امور میں عام رواۃ کی صفات (حفظ واتقان وغیرہ) میں شریک ہیں مگر جرح وتعدیل میں نہیں کیونکہ وہ سب کے سب عادل ہی ہیں اُن پر جرح کی کوئی سبیل نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ان کو پاک صاف اور عادل قرار دیا ہے اور یہ مشہور چیز ہے جس کے ذکر کی حاجت نہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

صحابہ کرامؓ کے باہمی اختلاف ومعرکوں کو لے کر کہ جن کو مشاجرات صحابہ کہا جاتا ہے یہ شبہ نہ ہونا چاہئے کہ ان اختلافات میں کوئی ایک فریق حق پر ہے اور دوسرا خطا پر تو دونوں فریق کی یکساں تعظیم واحترام کس طرح برقرار رہے؟ بلکہ جو خطا پر ہے اس کی تنقیص ایک لازمی چیز ہے! مگر ایسا نہیں ہے بلکہ باجماع امت ان حضرات صحابہ کے اختلاف کو اجتہادی اختلاف قرار دیا جائے گا اور اہل سنت والجماعت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ مشاجرات صحابہ کی بعض ثابت روایات کی بھی تاویل کی جائیگی تاکہ امت مسلمہ ان قدسی صفات حضرات صحابہ کرامؓ کے بارے میں شکوک وشبہات سے محفوظ رہے اور جو روایات قابل تاویل نہ ہوں ان کو مردود سمجھا جائے گا کیونکہ صحابہ کا تقدس نصوص قدسیہ سے ثابت ہے، ان کے مقابلے میں متعصبانہ افترا پردازی اور تنقید وتنقیص والی روایات مردود ہوں گی چنانچہ حافظ تقی الدین ابن دقیق العید اپنے عقیدہ میں فرماتے ہیں۔

ومانقل فيماشجر بينهم واختلفوا فيه فمنه ماهو باطل وكذب فلايلتفت إليه وماكان صحيحاً اوّلناه تاويلاً حسناً لأن الثناء عليهم من الله سابق ومانقل من الكلام اللاحق محتمل للتاويل والمشكوك والموهوم لايبطل المتحقق والمعلوم هذا۔(۲)

(۱) اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ص ۳ ج ۱۔ (۲) بحوالہ عدالت صحابہ ص ۳۲، ۳۱۔

ترجمہ :- صحابہ کرام کے جو آپسی اختلافات منقول ہیں ان کا ایک حصہ بالکل باطل اور جھوٹ ہے جو قابل توجہ ہی نہیں اور جو کچھ صحیح ہے اس کی ہم بہتر تاویل ہی کریں گے کیونکہ حق تعالی کی جانب سے ان کی تعریف مقدم ہے اور بعد کا منقول کلام قابل تاویل ہے، مشکوک اور موہوم چیزیں یقینی اور ثابت شدہ شئی کو باطل نہیں کرسکتیں یہ عقیدہ محفوظ کرلو۔

مجتہد خطا کی صورت میں بھی مستحق اجر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

وإذاحكم فاجتهد ثم أخطأ فله اجر (۱)

ترجمہ :- اور جب فیصلہ کرنے اوراجتہاد کرنے میں اس سے غلطی سرزد ہوتو بھی وہ ثواب واجر کا مستحق ہے۔

نبی کریم ﷺ کے فرمان کے ہوتے ہوئے اب کیا اشکال باقی رہ جاتا ہے۔

مشاجرات صحابہؓ سے متعلق حسن بصریؒ کا فرمان

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے صحابہ کرامؓ کے باہمی قتال کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ: ''یہ ایسی لڑائی تھی جس میں صحابہؓ موجود تھے اور ہم غائب، وہ پورے حالات کو جانتے تھے، ہم نہیں جانتے، جس معاملے پر تمام صحابہؓ کا اتفاق ہے، ہم اس میں ان کی پیروی کرتے ہیں، اور جس معاملے میں ان کے درمیان اختلاف ہے اس میں سکوت اختیار کرتے ہیں'' حضرت محاسبیؒ فرماتے ہیں کہ ہم بھی وہی بات کہتے ہیں جو حسن بصریؒ نے فرمائی، ہم جانتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے جن چیزوں میں دخل دیا، ان سے وہ ہم سے کہیں بہتر طریقے پر واقف تھے، لہٰذا ہمارا کام یہی ہے کہ جس پر وہ سب حضرات متفق ہوں اسکی پیروی کریں اور جس میں ان کا اختلاف ہو اس میں خاموشی اختیار کریں اور اپنی طرف سے کوئی نئی رائے پیدا نہ کریں، ہمیں یقین ہے

(۱) بخاری ص۱۰۹۲ ج ۲ ..... مسلم ص ۷٦ ج ۲

کہ ان سب نے اجتہاد سے کام لیا تھا، اور اللہ کی خوشنودی چاہی تھی، اس لئے کہ دین کے معاملے میں وہ سب حضرات شک وشبہ سے بالاتر ہیں۔(۱)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض کج فہموں کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام معصوم نہیں ہیں ان سے کبیرہ صغیرہ گناہ کا صدور ہوسکتا ہے اور بعض سے ہوا بھی ہے تو ان سب کو پاک باز اور عادل کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟ جمہور علماء نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ صحابہ کرام سے اگر چہ کوئی بڑا گناہ بھی سرزد ہوسکتا ہے اور ایک دو سے ہوا بھی ہے مگر صحابہ میں اور عام افراد امت میں ایک فرق ہے کہ گناہ کبیرہ وغیرہ سے سقوط عدالت کی تلافی توبہ سے ہوسکتی ہے اور توبہ کے سلسلے میں صحابہ کرام کو ایک خاص امتیاز حاصل ہے جیسا کہ ان حضرات کے حالات جاننے والے جانتے ہیں کہ وہ گناہ سے کتنے ڈرتے اور بچتے تھے، اور کبھی کوئی گناہ سرزد ہوگیا تو اسکی توبہ صرف زبانی کرنے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ کوئی اپنے آپ کو بڑی سے بڑی سزا کے لئے پیش کردیتا، کوئی اپنے آپ کو مسجد کے ستون سے باندھ دیتا، جب تک قبول توبہ کا اطمینان نہیں ہوجاتا اس کو صبر نہیں آتا، قرآن کریم نے اس سلسلے میں عام اعلان کردیا اور تمام صحابۂ کرام کو یہ مژدہ سنادیا..................رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کہ اللہ تعالی ان سے راضی وہ خدا سے راضی۔

اسی طرح کی عام معافی کا اعلان دیکھ کر اکا۔ امت نے فرمایا: کہ صحابہ کرام معصوم نہ سہی لیکن گناہوں سے محفوظ ہیں، دراصل وحی الٰہی کی نگرانی میں تربیت کے باعث ان کے دل مجلّیٰ ہوگئے تھے، کہ ان سے گناہوں کا صدور نہیں ہوتا تھا اور اس صفائی قلب کے باعث دو چار افراد سے گناہ کا صدور ہوا بھی تو فوراً توبہ کرلی اور اللہ کی طرف رجوع ہوئے، اور یہ بھی شاذ ونادر ہوا ہے اور نادر پر کوئی حکم نہیں لگتا، نہ انکی محفوظیت وعدالت میں فرق آتا ہے، اور نہ ان کو گناہ گار کہنا جائز ہے۔

---

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر القرطبی سورہ حجرات ص۳۲۲ ج۱۶

لہٰذا! حضرت ماعز اسلمیؓ اور قبیلہ غامد کی خاتونؓ کے فعل کولیکر اعتراض کرنا غلط ہے، یہ حضرات ایسی سچی توبہ کر کے رخصت ہوئے کہ پوری دنیا کی توبہ ان کے سامنے ہیچ ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعزؓ کے متعلق فرمایا:

استغفروا لماعز بن مالك لقد تاب توبة لو قسمت بين أمة لوسعتهم (۱)

یعنی تم ماعز بن مالک کے لئے بخشش کی دعا کرو اس نے ایسی سچی توبہ کی ہے کہ اگر سب امت پر اسکو تقسیم کیا جائے تو ان کی مغفرت کے لئے کافی ہے۔

نیز قبیلہ غامد کی خاتون کے متعلق فرمایا:

لقد تابت توبة لو تابها صاحب مكس لغفر له ثم أمر بها فصلى عليها(۲)

یعنی اس نے ایسی سچی توبہ کی ہے اگر وہ توبہ ظلم سے ٹیکس لینے والا بھی کرتا تو وہ بخشا جاتا، پھر آپؐ نے اس پر نماز جنازہ پڑھنے کا حکم دیا اور خود بھی نماز جنازہ پڑھی، پھر اسے دفن کر دیا گیا۔

سبحان اللہ ان حضرات کی مقبولیت کا اندازہ لگائے کہ کیسا مژدہ جانفزا سنایا۔

۔ مگر کور چشموں کو نظر نہیں آتا۔

آگے غیر مقلدین کا موقف ملاحظہ ہو:

صحابۂ کرام اور غیر مقلدین کا موقف

پوری امت مسلمہ جانتی ہے کہ قرآن پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے اور صحابہ کرام اس کے ترجمان ہیں، ان پر اعتماد قرآن مبین اور نبی امینؐ پر اعتماد ہے، یہ دین کے ستون ہیں اگر ان شخصیات کی حیثیت کو مضبوط نہ مانا جائے اور ان کا اعتبار نہ کیا جائے تو دین کا قلعہ سارا ہی مسمار ہو جائیگا، لہٰذا علماء حق نے ان کو وہی مقام دیا جو قرآن پاک اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا: اور اسی عظمت شان اور مقام بلند کی وجہ سے ان کی حجیت اور ان کی مقتدائیت علماء امت نے تسلیم کی، اور ان کے فرامین کو خاص

(۱) مسلم شریف ص ۶۸ ج ۲۔ (۲) مسلم شریف ص ۶۸ ج ۲

حیثیت دی نیز انکی انفرادی آراء کو بھی بہت اہمیت دی گئی مگر امت میں کچھ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو تقلید سے آزاد کہتے ہیں انہوں نے ان کے مقام بلند کو نہیں سمجھا اور عدم تقلید کا نعرہ لگا کر امت مسلمہ کو آزادی کی راہ لگا دیا، بہت سے لوگ ان کے جھانسے میں آ گئے اور اپنے ان علماء کی اندھی تقلید میں ان شخصیات قدسی صفات کو اہمیت نہ دے کر قلعۂ دین کو مسمار کرنے کی کوشش کی، اس تقلید کے قلادے کو اتارنے کے باعث راہ ہدایت سے بہت دور چلے گئے، اب ان غیر مقلدین میں کا عامی جاہل بھی یہی کہتا ہے کہ میں حدیث رسول کو مانوں گا صحابی کے قول وفعل کو نہیں اور ان غیر مقلدین کے پیشواؤں نے صحابۂ کرام کی عظمت وعقیدت کو ذہنوں سے نکال دیا اور یہ عقیدہ بنا کر پیش کیا کہ صحابی کا قول وفعل قابل عمل وقابل حجت اور لائق استدلال نہیں، اس کے نتائج کس قدر بھیانک ہیں؟ معمولی عقل سلیم رکھنے والا بھی اس کو سمجھ سکتا ہے کہ صحابۂ کرام کے اقوال وافعال اور ان کی آراء کو نہ ماننے سے آدمی اپنے اسلام کو سلام کر بیٹھتا ہے، اسی کا نتیجہ ہے کہ بیس رکعات تراویح کو بدعت عمری قرار دیا، جمعہ کی پہلی اذان جو حضرت عثمانؓ کے حکم سے جاری ہوئی اسے بدعت عثمانی قرار دیا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ترکِ رفع یدین نقل کیا تو ان پر الزامات کی بوچھار کر دی۔ صحابۂ کرام کے اجتہادات، فتاویٰ اور تفاسیر کو ناقابل اعتماد ٹھہرایا، بعض غیر مقلدین نے بعض جلیل القدر صحابۂ کرام کے خلاف بغض ونفرت کا وہ اظہار کیا کہ..... الامان والحفیظ ،،تفصیل ملاحظہ ہو!

غیر مقلدین کے یہاں صحابیؓ کا قول وفعل حجت نہیں

میاں نذیر حسین کی رائے

غیر مقلدین کے خاتم المحدثین اور شیخ الکل فی الکل میاں نذیر صاحب دہلوی لکھتے ہیں۔

اگر تسلیم کردہ شود کہ سند ایں فتوی صحیح است تاہم از واحتجاج صحیح نیست زیرا کہ قول صحابی حجت نیست۔(۱)

یعنی اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ اس فتوی کی سند صحیح ہے تب بھی اس سے دلیل لانا درست نہیں ہے، اس وجہ سے کہ صحابی کا قول حجت نہیں ہے۔

ان ہی میاں نذیر صاحب نے افعال صحابہؓ کی حجیت کا بھی انکار کیا ہے، فرماتے ہیں:

افعال الصحابة رضی الله عنهم لاتنهض للاحتجاج بها(۲)

یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کے افعال سے حجت شرعیہ قائم نہیں ہو سکتی۔

نواب صدیق حسن خاں صاحب کی رائے

نواب صدیق حسن خاں صاحب علماء غیر مقلدین میں بہت معتبر مانے جاتے ہیں، بلکہ ریاست بھوپال میں آپ غیر مقلدیت کے بانی ہیں، نواب صاحب لکھتے ہیں ''ہم لوگ صرف کتاب وسنت کی دلیلوں کو اپنا دستور العمل ٹھراتے ہیں اور اگلے بڑے بڑے مجتہدوں اور عالموں کی طرف منسوب ہونے سے عار کرتے ہیں۔(۳)

نواب صاحب فرماتے ہیں:

حاصل آنکہ حجت بتفسیر صحابہ غیر قائم ست، لاسیما نزد اختلاف''(۴)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ صحابہ کرام کی (قرآن کی) تفسیر سے دلیل قائم نہیں ہوتی، خصوصاً اختلاف کے موقعہ پر''

نواب صاحب ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''علامہ شوکانی درمؤلفات خود ہزار بار می نوسد کہ در موقوفات صحابہ حجت نیست(۵)

علامہ شوکانیؒ اپنی تالیفات میں ہزار مرتبہ لکھتے ہیں کہ صحابہ کے موقوفات

(۱) فتاوی نذیریہ ص ۳۴۰ ج ۱۔(۲) فتاوی نذیریہ ص ۱۹۶ ج ۱۔(۳) ترجمان وہابیہ ص ۲۰۔
(۴) بدور الاہلہ ص ۱۳۹ (۵)(۵) دلیل الطالب ص ۶۱۷

(اقوال) میں حجت نہیں ہے۔

نواب نورالحسن صاحب کا قول:

آپ نواب صدیق حسن خاں صاحب کے صاحبزادے ہیں، عقائد و اعمال میں اپنے والد کے نقش قدم پر تھے، آپ نے بھی اقوال و اجتہاد صحابہ کا انکار کیا ہے، چنانچہ نواب نورالحسن صاحب لکھتے ہیں:

''اصول میں یہ بات طے ہوگئی ہے کہ صحابہ کا قول حجت نہیں ہے''(۱)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''صحابہ کا اجتہاد امت میں سے کسی فرد پر حجت نہیں''۔(۲)

یہی نواب صاحب قیاس کے انکار کے ساتھ اجماع کا بھی عام انکار کر رہے ہیں، خواہ وہ صحابہ کا اجماع ہو، لہٰذا لکھتے ہیں: اجماع و قیاس کی کوئی حیثیت نہیں۔(۳)

تبصرہ

تمام غیر مقلدین قرآن و حدیث پر عمل کی آڑ میں قیاس شرعی کا تو انکار کر ہی رہے ہیں، اجماع امت کے بھی وہ منکر ہیں، صحابہٴ کرامؓ کے فتاویٰ اور انکے موقوفات و اقوال کو بے وقعت ٹھراتے ہیں، اور حیرت تو اس پر ہے کہ اس بارے میں خلفاء راشدین کے قول تک کو مستثنیٰ نہیں کرتے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایمان و عمل دونوں میں حق کی کسوٹی ''معیار و حجت'' قرار دیا: چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

فإن امنوا بمثل ماامنتم به فقداهتدوا وإن تولّوا فإنما هم في شقاق -

سو اگر وہ (یہود و نصاریٰ) اسی طرح سے ایمان لے آئیں جس طرح سے تم ایمان لائے ہو تب تو وہ ہدایت پالیں گے اور اگر وہ (اس سے) روگردانی کریں تو وہ لوگ برسر مخالفت ہیں ہی۔

---

(۱) عرف الجادی ص ۱۰۱ بحوالہ تعارف علماء اہل حدیث (۲) عرف الجادی ص ۲۰۷ (۳) عرف الجادی ص ۳

نیز دوسری آیت ہے ومن یشاقق الرسول الخ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ صحابۂ کرام کے راستے اور عمل کو معیار بنایا گیا، اور ارشاد ہوا کہ جو ان کے راستے کو چھوڑ کر کوئی اور راستہ اختیار کرے گا انجام کار دوزخ میں جائیگا، گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے راستے کو چھوڑ دینا خدا تعالیٰ کی ناراضگی اور دخول جہنم کا سبب ہے۔

ان دونوں آیات سے روز روشن کی طرح واضح ہو رہا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عقائد واعمال دونوں میں معیار حق ہیں، اور دین میں ان کا قول وفعل حجت ہے نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان شخصیات کو معیار حق ٹھرایا ہے:

جیسا کہ حدیث: أصحابی کالنجوم الخ

اور روایت ماأناعلیه و أصحابی الخ سے واضح ہے کہ صحابہ کرام کے اقوال وافعال حجت ہیں۔

تنبیہ

معلوم ہونا چاہئے کہ کسی کے حجت ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ کتاب اللہ پر مقدم یا اس کے برابر ہے ورنہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی کتاب اللہ پر مقدم یا اس کے برابر ہو جائے گی، بلکہ حجت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز اپنے اپنے درجہ کے مطابق حجت ہے، جو درجہ کتاب اللہ کی نص قطعی کا ہے وہ مرفوع خبر واحد کا نہیں ہے، اور جو درجہ خبر مرفوع کا ہے وہ خبر موقوف کا نہیں لہٰذا پہلا درجہ کتاب اللہ کا، دوسرا درجہ حدیث مرفوع اور تیسرا درجہ حدیث موقوف اور اقوال صحابہ واجماع امت کا ہے .اور چوتھا درجہ قیاس شرعی کا ہے یہ چاروں دلائل شرعیہ جمہور امت کو مسلّم ہیں. غیر مقلدین صرف کتاب اللہ اور سنت کو مستدل مانتے ہیں، اس لئے وہ اہل السنۃ تو کہلا سکتے ہیں اہل السنّت والجماعت میں شامل نہیں ہیں.

غیر مقلدین اہل السنۃ والجماعت سے خارج

چونکہ اپنے آپ کو اہل حدیث کہلانے والے حضرات (غیر مقلدین) اجماع امت اور اجماع صحابہ کو حجت نہیں مانتے، اس لئے وہ صرف اہل السنۃ ہیں، اور جو اجماع کو حجت مانتے ہیں یعنی جمہور وہ اہل سنت والجماعت ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا اتبعوا السواد الأعظم ، کہ امت کے سواد اعظم (جمہور) کی اتباع کرو، اور ایک روایت میں آپ ﷺ نے ماأناعلیہ و أصحابی ارشادفرمایا، یعنی میں جس طریقہ پر ہوں اور میرے صحابہ جس روش پر ہیں وہ ہی فرقہ ناجی ہوگا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ سنت کہلاتا ہے اور صحابہ کرام کے مجموعے کا نام جماعت ہے، لہذا: دونوں کی روش پر چلنے والی جماعت اہل السنۃ والجماعت کے نام سے پکاری جاتی ہے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

فإن أهل السنة تتضمن النصَّ والجماعة تتضمن الإجماع فأهل السنة والجماعة هم المتبعون للنص والإجماع۔(۱)

اہل السنہ کا لفظ نص کو متضمن ہے اور جماعت کا لفظ اجماع کو شامل ہے

لہذا: اہل سنت والجماعت وہ لوگ ہیں جو نص واجماع کے متبع ہیں۔

اہل سنت والجماعت کی تعریف

مذکورہ وضاحت سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ اہل سنت والجماعت وہ لوگ ہیں جو کتاب اللہ وسنت کے ساتھ اجماع امت کو مانتے ہوں غیر مقلدین حضرات اجماع کو نہیں مانتے، ان کے ایک شیخ الحدیث، مولانا محمد صدیق صاحب نے مسلک اہل حدیث پر ایک کتاب لکھی ہے اس میں مسلک جماعت اہل حدیث کا عنوان دے کر لکھتے ہیں: اہلحدیث جماعت کا مسلک کتاب وسنت ہے (آگے لکھتے ہیں) کیونکہ آنحضرت

(۱) منہاج السنہ ص ۲۷۲ ج ۳

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر شخص کے اقوال میں خطاء وصواب کا احتمال ہے۔ (۱)
یہ غیر مقلدین حضرات صحابہ کرام کے اقوال، افعال کو تو کیا مانتے، ان میں نقائص و کیڑے نکالتے ہیں۔

تنقیص صحابہ کرامؓ اور غیر مقلدین

فضیلت شیخین غیر مقلدین کو تسلیم نہیں

غیر مقلدین حضرات نے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تنقیص بلکہ توہین بھی کی............ چند نمونے ملاحظہ ہوں:

سب جانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور دورِ صحابہ میں حضرات شیخین کو بترتیبِ خلافت ساری امت میں سب سے افضل شمار کیا جاتا تھا، اور اس دور سے یہ اجماعِ امت چلا آرہا ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما تمام صحابہؓ کرام سے افضل ہیں مگر غیر مقلدین کے ایک مشہور اور بڑے عالم نواب وحید الزماں صاحب کو شیخین کی افضلیت تسلیم نہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں

لایقال إن تفضیل الشیخین مجمع علیه حیث جعلوه من أمارات أهل السنة لأنانقول دعوی الاجماع غیر مسلم۔ (۲)

"یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ شیخین کی تفضیل ایک اجماعی مسئلہ ہے کیونکہ علماء نے اس کو اہل سنت والجماعت ہونے کی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا ہے اس لئے کہ ہمیں اجماع کا دعویٰ ہی تسلیم نہیں"۔

ایک اور مقام پر رقمطراز ہیں!

"اس مسئلے میں قدیم سے اختلاف چلا آیا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ

(۱) مسلک اہل حدیث اور اس کے امتیازی مسائل ص ۱۱۔ (۲) ہدیۃ المہدی ص ۹۶ ج ۱

عنہ دونوں میں افضل کون ہیں لیکن شیخین کو اکثر اہل سنت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل کہتے ہیں اور مجھکو اس پر بھی کوئی قطعی دلیل نہیں ملتی، نہ یہ مسئلہ کچھ اصول اور ارکان دین سے ہے زبردستی اس کو متکلمین نے عقائد میں داخل کر دیا ہے"۔(۱)

نواب صاحب کی اس تحریر سے ایسا لگتا ہے کہ جیسے عثمان و علی رضی اللہ عنہما کے درمیان افضلیت میں علماء کا کوئی بڑا اختلاف ہے جو قدیم سے چلا آ رہا ہے ایسا ہرگز نہیں، جمہور اہل سنت والجماعت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ پر افضلیت کے قائل ہیں جیسا کہ آگے حدیث سے معلوم ہوگا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے قائل بہت کم لوگ ہیں اور ان کا قول شاذ کے درجہ میں ہو کر نا قابل التفات ہے اور شیخین رضی اللہ عنہما کو اکثر اہل سنت والجماعت نہیں بلکہ تمام اہل سنت والجماعت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل گردانتے ہیں اسی پر اجماع ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہوا، اسی لئے متکلمین نے اس نظریئے کو عقائد میں شامل کیا اور اہل سنت والجماعت میں سے ہونے کی نشانی قرار دیا۔(۲)

افضلیت شیخین کے سلسلے میں غیر مقلدین کے برخلاف روایتیں ملاحظہ فرمائیں جن میں شیخین کی افضلیت خود حضور ﷺ کی حیات ہی میں ثابت ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كنافي زمن النبي صلى الله عليه وسلم لانعدل بأبي بكر أحداً ثم عمر ثم عثمان ثم نترك أصحاب النبي ﷺ لا نفاضل بينهم ۔ (رواہ البخاری)(۳)

ہم حضور ﷺ کے زمانے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے برابر پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے ان کے بعد ہم اصحاب رسولؐ کے درمیان (ان حضرات کی طرح) کسی کو کسی پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔

(۱) حیات وحید الزماں ص ۱۰۳ (۲) تفصیل کے لئے دیکھئے "تعارف علماء اہل حدیث" از ص ۱۴۷
(۳) مشکوۃ ص ۵۵۵

ایک دوسری حدیث میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے!

كنا نقول ورسول الله ﷺ حيّ أفضل أمة النبي صلى الله عليه وسلم بعده أبوبكر ثم عمر ثم عثمان رضي الله عنهم۔ (رواہ ابوداؤد)(۱)

ہم رسول اللہ ﷺ کی ہی زندگی میں کہا کرتے تھے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد امت میں سب سے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں پھر عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔

نیز العقیدۃ الطحاویہ میں ہے۔

ونثبت الخلافة بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم أولاً لأبي بكر الصديق رضي الله عنه تفضيلاً له وتقديماً على جميع الأمة

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور تمام امت پر مقدم ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے بعد ہم اولاً خلافت ان کے لئے ثابت مانتے ہیں۔

اور العقیدۃ الطحاویہ کی شرح میں ہے:

وترتيب الخلفاء الراشدين رضي الله عنهم أجمعين في الفضل كترتيبهم في الخلافة۔ (۲)

اور افضلیت میں خلفاء راشدینؓ کے درمیان ترتیب وہی ہے جو ان کی خلافت کے درمیان ہے۔

مگر کتنے ہی مضبوط دلائل سامنے آ جائیں یہ غیر مقلدین مانتے کب ہیں!۔

بقول نواب وحید الزماں صاحب، خطبہ میں خلفاء راشدین کا تذکرہ بدعت

نواب وحید الزماں صاحب غیر مقلدین کے اعمال کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ولا يلتزمون ذكر الخلفاء ولا ذكر سلطان الوقت لكونه بدعة۔ (۳)

(اہل حدیث) خطبہ جمعہ میں خلفاء راشدین اور بادشاہ وقت کے ذکر کا

(۱) مشکوٰۃ ص ۵۵۵ (۲) شرح العقیدۃ الطحاویہ ص ۵۴۸ (۳) ہدیۃ المہدی ص ۱۱۰، ج ۱

التزام نہیں کرتے کیونکہ یہ بدعت ہے

موصوف مزید رقمطراز ہیں

وذکر الخلفاء فیہالم ینقل عن السلف الصالحین فترکہ اولی۔(۱)

اورخطبہ میں خلفاء راشدین کا ذکر چونکہ سلف صالحین سے منقول نہیں

ہےاس لئے اس کا چھوڑ دیناہی اولی وبہتر ہے۔

معلوم ہونا چاہئے کہ خطبہ میں خلفاء راشدین کا ذکر مبارک اہل سنت والجماعت کا شعار ہے اورقدیم سے توارث کے ساتھ چلا آرہا ہے، غالباً نواب صاحب، بدعت کی حقیقت سے ناآشنا ہیں اورموصوف کو اسلاف کے اعمال کا بھی کوئی علم نہیں ہے ورنہ وہ ہرگز ایسی بات نہ کہتے، مجدد الف ثانی حضرت احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ایک قصبہ سامانہ (جو اطراف سرہند میں ہے) کے کسی خطیب نے خطبہ میں خلفاء راشدین کا ذکر چھوڑ دیا تھا تو حضرت سخت برہم ہوئے اور وہاں کے سادات، قاضی صاحبان اور عمائدین شہر کو درج ذیل خط لکھا۔

"شنیدہ شد کہ خطیب آں مقام درخطبۂ عید قرباں ذکر خلفاء راشدین را(رضی اللہ عنہم) ترک کردہ واسامی متبرکہ ایشاں رانخواندہ ونیز شنیدہ شد کہ چوں جمع بادتعرض نمودند بسہو ونسیان خوداعتذار ناکردہ بتمردپیش آمدہ وگفتہ کہ چہ شد اگر اسامئی خلفاء راشدین مذکور نہ شدہ ونیز شنیدہ کہ اکابر واہالی آں مقام دریں باب مسابلہ ورزیدند وشدت وغلظت باآں خطیب بےانصاف پیش نیامدند

وائے نہ یک بار کہ صد باروائے،

ذکر خلفاء راشدین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین اگرچہ از شرائط خطبہ نیست ولیکن از شعائر اہل سنت است (شکر اللہ تعالی سعیہم) ترک نہ کند آں رابعمد وتمرد مگر کسے کہ دلش مریض است وباطنش خبیث اگر فرض کنیم کہ بتعصب وعناد ترک نہ کردہ باشد، وعید۔من تشبہ بقوم فھو منھم راچہ جواب خواہد گفت۔" (۲)

(۱) نزل الابرار ص ۱۵۳ ج ۱ (۲) مکتوبات امام ربانی ص ۴۳-۴۲ ج ۲ مکتوب پانزدہم (۱۵)

معلوم ہوا ہے کہ آپ کے یہاں خطیب شہر نے عید قرباں میں خلفا، راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر مبارک چھوڑ دیا ہے اور ان حضرات کے اسماء مبارکہ کو ذکر نہیں کیا، نیز معلوم ہوا ہے کہ جب کچھ لوگوں نے امام صاحب کو توجہ دلائی تو بجائے اس کے کہ فراموشی وغیرہ کا کوئی عذر کرتے نہایت سختی اور متمردانہ انداز میں جواب دیا اور کہا کہ اگر خلفا، راشدین کے نام نہیں لئے گئے تو کیا ہوا، نیز یہ بھی سنا گیا ہے کہ وہاں کے حضرات نے بھی اس معاملے میں چشم پوشی اور نرمی اختیار کی ہے، سختی کے ساتھ اس خطیبِ بے انصاف سے باز پرس نہیں کی۔ افسوس صد افسوس۔ خلفاء راشدین کا ذکر اگر چہ شرائطِ خطبہ میں داخل نہیں مگر اہل سنت والجماعت کا شعار ہے۔ (شکر اللہ تعالیٰ سعیہم) خطبہ میں خلفا، راشدین کا ذکر مبارک وہی شخص چھوڑ سکتا ہے جس کا دل مریض ہو اور باطن خبیث۔

اگر بالفرض بر بنا تعصب وعناد اسماء خلفاء راشدین کو ترک نہیں کیا ہو تب بھی من تشبہ الخ (کہ جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا تو وہ انہی میں سے شمار ہوگا) کا کیا جواب ہوگا۔

مجدد الف ثانیؒ کے اس مکتوب گرامی سے صاف معلوم ہو گیا کہ اہل سنت والجماعت کا یہ شعار ہے اور اسلاف سے نقل ہوتا چلا آ رہا ہے جس کا جاری رکھنا ضروری ہے۔

اور نواب صاحب کا خطبہ میں خلفا، راشدین کے ذکر کو بدعت قرار دینا اور یہ کہکر کہ اسلاف سے منقول نہیں۔ ترک کو اولیٰ کہنا شیعی ذہن کی غمازی کرتا ہے۔ (أعاذ نااللہ منہ)

بہت سے غیر صحابی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل

معلوم ہوتا ہے کہ غیر مقلدین کے محقق عالم اور طبقۂ غیر مقلدین میں صحاح ستہ کے مترجم کی حیثیت سے معروف نواب وحید الزماں صاحب خود اجتہادی کے زعم میں اتنے آگے بڑھ گئے ہیں کہ شیعوں کو بھی مات کر دیا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے انہیں کچھ چڑ ہے کہ ان کی عظمت و افضلیت ان کو نہیں بھاتی

چنانچہ رقمطراز ہیں:

فإن كثيراً من متأخرى علماء هذه الأمة كانوا افضل من عوام الصحابةفى العلم والمعرفة ونشر السنة وهذامما لاينكره عاقل ......ولكنه يمكن للأولياء وجوه أخرى من الفضيلة لم تحصل للصحابى كماروى عن ابن سيرين بإسناد صحيح أن امامنا المهدى أفضل من ابى بكر وعمر۔(۱)

اس امت کے بہت سے (صحابہ کرام کے) بعد میں آنے والے علماء عوام صحابہ سے افضل تھے علم میں، معرفت الٰہی میں اور سنت کے پھیلانے میں، اور یہ ایسی بات ہے جس کا کوئی بھی عقل مند انکار نہیں کرسکتا... (چند سطر کے بعد) لیکن یہ ممکن ہے کہ اولیاء کرام کو دوسری وجوہ سے ایسی فضیلت حاصل ہو جو صحابی کو حاصل نہ ہو جیسا کہ ابن سیرین سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ ہمارے امام مہدی حضرت ابوبکر وعمر (شیخین رضی اللہ عنہما) سے افضل ہیں۔

یہ صحابہ کرام کی کس قدر سخت توہین ہے، کیا کوئی شخص صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر عارف باللہ اور عامل بالسنہ ہوسکتا ہے؟ حاشا وکلا ہرگز نہیں ہوسکتا، یہ صرف غیر مقلدین ہی کا حوصلہ ہے کہ وہ ایسی بات منہ سے نکالیں، نواب صاحب کا یہ کہنا: کہ ابن سیرینؒ سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ ہمارے امام مہدی حضرات شیخین سے افضل ہیں۔بھی غلط ہے کیونکہ اول تو صحیح سند سے یہ بات اہل سنت کی کتب میں ثابت ہی نہیں اور اگر شیعوں کے ہاں ثابت بھی ہو تو یہ قابل استدلال نہیں کیونکہ یہ اجماع سابق کے خلاف ہے، جب اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ انبیاء کرام کے بعد تمام انسانوں میں افضل حضرت ابوبکر وعمر ہیں تو پھر امام مہدی جو کہ نبی نہیں ہیں وہ شیخین سے افضل کیونکر ہوسکتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف فسق کی نسبت

نواب وحید الزماں صاحب تحریر کرتے ہیں: ومنه يعلم أن من الصحابة من

(۱) ہدیۃ المہدی ص ۹۰ ج ۱

هو فاسق کالولید ومثله یقال فی حق معاویة وعمرو ومغیرة وسمرة ۔(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ کچھ صحابہ فاسق ہیں جیسا کہ ولید (بن عقبہ) اور اسی کے مثل کہا جائے گا معاویہ (بن ابی سفیان) عمرو (بن عاص) مغیرہ (بن شعبہ) اور سمرۃ (بن جندب) کے حق میں (کہ وہ بھی فاسق ہیں) نعوذ باللہ۔

صحابۂ کرام کی اس قدر تنقیص کہ خدا کی پناہ، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نواب صاحب کو صحابۂ کرام سے بغض ہے، ان کا ایک اور تراشا ملاحظہ ہو

''بھلا ان پاک نفسوں پر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قیاس کیونکر ہوسکتا ہے جو نہ مہاجرین میں سے نہ انصار میں سے نہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی خدمت اور جان نثاری کی بلکہ آپ سے لڑتے رہے اور فتح مکہ کے دن ڈر کے مارے مسلمان ہوگئے، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ رائے دی کہ علی رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کر ڈالیں''۔(۲)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:۔

''ان لوگوں کو یہ معتبر تاریخی روایات نہیں پہنچی کہ معاویہؓ برسر منبر حضرت علیؓ کو برا کہا کرتے تھے بلکہ دوسرے خطیبوں کو بھی حکم دے رکھا تھا کہ وہ ہر خطبہ میں جناب امیر کو بُرا کہیں معاذ اللہ ان پر لعنت کرتے رہیں، سچی بات یہ ہے کہ معاویہؓ پر دنیا کی طمع غالب ہوگئی تھی وہ حضرت علیؓ کو اعلانیہ برا کہا کرتے اور منبر پر ان پر لعنت کیا کرتے تھے ......اور حضرت علیؓ کیا، معاویہؓ کو تمام خاندان رسالت سے دشمنی تھی''(۳)

نواب صاحب کی اس طرح کی تحریریں پڑھ کر خاص کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں تحریر سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نواب صاحب کی نگاہوں پر شیعیت کا چشمہ لگا ہوا ہے کہ حضرت کی صحابیت کی پرواہ کئے بغیر اس طرح کے الزام اس عظیم شخصیت پر لگا

(۱) نزل الابرار ص ۹۴ ج ۲ (۲) حیات وحید الزماں ص ۱۰۷، (۳) لغات الحدیث ص ۱۴ ج ۲ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے تعارف علماء اہل حدیث از ص ۱۵۰

رہے ہیں، ایسے ہی لوگوں کیلئے مناظر اسلام حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے

''ائمہ کو برا کہنے سے آدمی چھوٹا رافضی ہوتا ہے اور صحابہ کی شان میں گستاخی کرنا یہ اصل رفض ہے''(۱)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ برگزیدہ صحابی ہیں بلکہ کاتبین وحی میں سے ہیں، جیسا کہ علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں۔

وکتب الوحی بین یدیہ مع الکتاب (۲)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطوط کی کتابت کے ساتھ وحی کی کتابت کا کام بھی انجام دیا ہے۔

اب یہ نواب صاحب صحابہ رضی اللہ عنہم سے بغض وعناد کے ہوتے ہوئے اپنے اسلام کی خیر منائیں کہ کاتب وحی کو مجروح کر رہے ہیں۔

خود حضور ﷺ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یوں دعا دے رہے ہیں

اللھم اجعلہ ھادیاً مھدیاً واھدبہ۔ (۳)

اے اللہ معاویہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا دیجئے اور اس کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت دیجئے۔

کہ حضور ﷺ تو دعا دیں اور یہ الزام لگائیں اور فسق کی نسبت کریں (نعوذ باللہ)

حضرت عائشہؓ کی طرف ارتداد کی نسبت

غیر مقلدین کے جد امجد مولوی عبدالحق بناری نے حضرت عائشہؓ کے سلسلے میں کس قدر دریدہ ذہنی سے کام لیا ہے ملاحظہ ہو۔

قاری عبدالرحمٰن صاحبؒ پانی پتی تلمیذ وخلیفہ حضرت شاہ اسحٰق صاحب لکھتے ہیں۔

''مولوی عبدالحق بناری نے ہزارہا آدمی کو عمل بالحدیث کے پردے میں قید مذہب سے نکالا......اور مولوی صاحب نے ہمارے سامنے کہا کہ عائشہؓ

(۱) تنقید المتقیح ص ۱۰۱، (۲) البدایہ والنہایہ ص ۱۱۷ ج ۸ (۳) ترمذی شریف ص ۲۲۴ ج ۲

حضرت علیؓ سے لڑکر مرتد ہوئی اگر ہے تو یہ مری تو کافر مری (العیاذ باللہ) اور
صحابہ کو پانچ پانچ حدیثیں یاد تھیں ہم کو سب کی حدیثیں یاد ہیں، صحابہ سے
ہمارا علم بڑا ہے صحابہ کو علم کم تھا"۔ (۱)

اس طرح کی تنقیص کرنے والے کے لئے محدث جلیل حضرت ابوزرعہ رازیؒ کا
فرمان پیش کردینا کافی ہے جو بڑی شان کے عالم تھے وہ فرماتے ہیں۔

اذا رأيت الرجل ينتقص أحداً من أصحاب رسو ل الله صلى الله عليه وسلم فاعلم أنه زنديق وذلك أن الرسول حق والقرآن حق وماجاء به حق وإنماروى إلينا ذلك كله الصحابة ،وهؤلاء يريدون أن يجرحوا شهودنا ليبطلوا الكتاب والسنة والجرح بهم أولىٰ وهم زنادقة۔ (۲)

جب کسی کو دیکھو کہ وہ کسی بھی صحابی رسول ﷺ کا نقص بیان کر رہا ہے تو
سمجھ لو کہ وہ زندیق ہے اور یہ اس لئے کہ رسول حق ہے، قرآن حق ہے اور جو
قرآن کی تعلیم وشریعت لے کر آیا ہے وہ حق ہے اور ان سب کو ہم تک پہنچانے
والے صحابہ ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے شاہدوں کو مجروح کریں تاکہ اس
طرح وہ کتاب وسنت کو باطل کریں، یہی لوگ مجروح قرار پانے کے قابل ہیں
اور یہی زندیق ہیں۔

خود آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے۔

"جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحاب کے بارے میں برا بھلا کہہ
رہے ہیں تو کہو کہ اللہ تمہارے شر پر لعنت کرے" (۳)
یعنی برا بھلا کہنے والے پر خدا تعالیٰ لعنت کرے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سخت توہین

حضرت علی جو خلفاء راشدین میں سے ہیں، داماد رسول ﷺ ہیں جن کی
فضیلت کی شہادت خود صاحب شریعت نے دی مگر فرقۂ غیر مقلدین کے بے نظیر

(۱) کشف الحجاب ص ۲۱ (۲) الاصابہ ص ۱۱ ج ۱ (۳) مشکوٰۃ ص ۵۵۴

عالم اور ان کے مایہ ناز محقق حکیم فیض عالم صدیقی صاحب کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اہل بیت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خصوصی پرخاش ہے اُن کا ارشاد ملاحظہ ہو

''جہالت، ضد، ہٹ دھرمی، نسلی عصبیت کا کوئی علاج نہیں، اپنے خود ساختہ نظریات سے چمٹے رہنے یا مزعومہ تخیلات کو سینے سے لگائے رکھنے کا دفعیہ ناممکن ہے مگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نام نہاد خلافت کے متعلق قرآنی آیات، حضور صادق ومصدوق کے ارشادات کی روشنی میں حقائق گزشتہ صفحات میں بیان کئے جا چکے ہیں ان کی موجودگی میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خود ساختہ حکمرانہ عبوری دور کو خلافتِ راشدہ میں شمار کرنا صریحاً دینی بد دیانتی ہے، مگر اغیار نے جس چابک دستی سے آنجناب کی نام نہاد خلافت کو خلافت حقہ ثابت کرنے کے لئے دنیاء سبائیت سے درآمد کردہ مواد سے جو کچھ تاریخ کے صفحات میں قلم بند کیا ہے اس کا حقیقت سے قطعاً کوئی تعلق یا واسطہ نہیں''(۱)

کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں۔

اسی طرح اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھی مسلمان منتخب کر کے خلیفہ بناتے تو ان کی ذات کی وجہ سے خلافت کو ضرور وقار ملتا مگر سیدنا علیؓ نے خلافت کے ذریعہ اپنی شخصیت اور ذات کو قدآور بنانا چاہا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کی سیلاب آسا فتوحات ہی ٹھپ ہو کر رہ گئیں، بلکہ کم وبیش ایک لاکھ فرزندان توحید خاک وخون میں تڑپ کر ٹھنڈے ہو گئے''(۲)

نیز آپ کی خلافت کو خلافتِ راشدہ اور خلافت حقہ ماننے والے حضرات کے متعلق یوں لب کشائی کرتے ہیں کہ:

''اب اِن تصریحات کی موجودگی میں بھی کوئی رفض سے مرعوب یا متأثر مولوی سبائیت کے خرمن سے برآمد کردہ نظریئے سے رجوع نہیں کرتا تو ہم اسے اگر تقیہ کا

(۱) خلافت راشدہ ص ۵۶-۵۵ (۲) ایضاً ص ۵۱

مولوی بھی نہ کہہ سکیں تو ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ وہ سیدنا علیؓ کی نام نہاد خلافت کی طرح صرف نام نہاد مولوی ہے''(۱)

مزید نشتر زنی کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

''ہمیں اس مقام پر یہاں مکرر یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ سیدنا علیؓ کی نام نہاد خلافت نہ تو قرآنی معیار پر پوری اترتی دکھائی دیتی ہے نہ ہی نبی اکرم ﷺ نے آپ کی خلافت کے متعلق کوئی اشارہ فرمایا بلکہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا تھا و لا اراکم فاعلین اور نہ ہی کسی صحابی نے آپ کی خلافت پر آپ کی بیعت کی تھی اور نہ محض زبانی ہی آپ کی خلافت کو تسلیم کیا تھا اور نہ ہی بعد کے مؤرخوں نے آپ کی خلافت کے حق میں کوئی ثبوت پیش کیا ہے تو آج کے ان بزعم خویش ''مولاناؤں'' کو یہ حق کس نے دیا ہے کہ وہ سیدنا علیؓ کو خلافت راشدہ میں شمار کر کے بالواسطہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تکذیب کا ارتکاب کریں، حضور صادق و مصدوق کے فرمودات کو جھٹلانے کی جرأت کریں اور صحابۂ کرام کے عمل کو باطل قرار دینے کا اقدام کریں''(۲)

حکیم صاحب کے ان تراشوں کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے کسی خارجی سے قلم چھین کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو داغدار کرنے کی کوشش کی ہے، شاید حکیم صاحب کو حضرت علیؓ سے خدا واسطے کا بیر ہے دشمنانِ اسلام نے بھی شاید ایسی زبان استعمال نہ کی ہو، موصوف نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور کو خلافت راشدہ میں شمار کرنا صراحتاً دینی بددیانتی بتایا ہے اور نام نہاد خلافت قرار دیا ہے۔ (نعوذ باللہ)

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے مذہب کو بتانے کے لئے ایک کتاب بنام ''اہل حدیث کا مذہب'' لکھی ہے، وہ ''خلافتِ راشدہ'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

(۱) ایضاً ص ۸۷ (۲) خلافت راشدہ ص ۷۸، بحوالہ تعارف علماء اہل حدیث ص ۵۷-۵۶-۱۵۵

''اہل حدیث کا مذہب ہے کہ خلافت راشدہ حق پر ہے یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان ذوالنورینؓ، حضرت علی مرتضیٰؓ (رضی اللہ عنہم اجمعین) خلفاء راشدین تھے، ان کی اطاعت بموجب شریعت سب پر لازم تھی کیونکہ خلافت راشدہ کے معنی نیابت نبوت کے ہیں''(۱)

ایک طرف غیر مقلدین کے شیخ الاسلام اپنا مذہب سمجھ کر حضرت علیؓ کو خلفاء راشدین میں شامل فرمارہے ہیں دوسری طرف غیر مقلدین کے نام نہاد مایۂ ناز محقق حکیم فیض عالم صاحب اپنی نوک قلم سے خلافت راشدہ کو تار تار کررہے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلفاء راشدین سے نکالنے کی (نعوذ باللہ) سعیٔ نامبارک کررہے ہیں جو خارجیت کی واضح علامت ہے حکیم صاحب کی نگاہ پر دھندلا چشمہ لگا ہوا ہے، کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت انہیں قرآنی معیار پر پوری اترتی دکھائی نہیں دیتی جبکہ حضور اکرم ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ دعا دے رہے ہیں کہ اے اللہ حق کو علی رضی اللہ عنہ ساتھ کردے۔

چنانچہ حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے

عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رحم الله أبابكرؓ زوجنى ابنته وحملنى إلى دارالهجرة وأعتق بلالاً من ماله، رحم الله عمرؓ يقول الحق وإن كان مُراً تركه الحق وماله صديق رحم الله عثمان تستحييه الملئكة رحم الله علياً اللهم أدر الحق معه حيث دار ـ (۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خداوند تعالیٰ ابوبکرؓ پر رحم فرمائے کہ اس نے اپنے بیٹی کا مجھ سے نکاح کیا اور اپنے اونٹ پر سوار کر کے مجھ کو دار ہجرت (مدینہ) لے آیا اور اپنے مال سے بلالؓ کو آزاد کیا اور خداوند تعالیٰ عمر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے جو حق بات کہتا ہے اگرچہ وہ تلخ ہوتی ہے حق گوئی نے اس کو اس حال پر پہنچادیا کہ اس کا کوئی دوست نہیں اور خداوند تعالیٰ

(۲) اہل حدیث کا مذہب ص۲۴ (۲) ترمذی شریف ص ۲۱۲ ج ۲

عثمان رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں اور خداوند تعالیٰ علیؓ پر رحم فرمائے، اے اللہ حق کو علی کے ساتھ کر دے جدھر علی رضی اللہ عنہ ہے ادھر ہی حق رہے۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شمار اکابر صحابہ میں ہے، عشرۂ مبشرہ میں شامل ہیں اور ادنیٰ صحابی بھی امت کے بڑے سے بڑے ولی سے افضل ہے، جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا متفقہ فیصلہ ہے۔
امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

''کوئی ولی کسی صحابی کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا، اویس قرنیؒ اپنی تمام تر بلندیٔ شان کے باوجود چونکہ آنحضرت ﷺ کے شرف صحبت سے مشرف نہ ہو سکے اس لئے ادنیٰ صحابی کے مرتبے کو بھی نہ پہنچ سکے، کسی شخص نے عبداللہ بن مبارکؒ سے دریافت کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیزؒ؟ جواب میں فرمایا آں حضرت ﷺ کی معیت میں حضرت معاویہؓ کے گھوڑے کی ناک میں جو غبار داخل ہوا وہ بھی عمر بن عبدالعزیز سے کئی گنا بہتر ہے''۔(۱)

دراصل امت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ بڑے سے بڑا ولی ادنیٰ درجے کے صحابی رضی اللہ عنہ کو نہیں پہنچ سکتا آنجناب ﷺ کی رفاقت ہی سب سے بڑا اشرف ہے جس سے ہر ایک صحابی مشرف ہے۔
اور غیر مقلدین کا تو مذہب ہے کہ کسی ولی کی توہین کرنے والا فاسق ہے تو حکیم فیض عالم صاحب اور ان جیسے دوسرے غیر مقلدین جنہوں نے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ہدف ملامت بنایا تو ایسے لوگ گویا بقلم خود فاسق ہو گئے اس کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے کہ، ع، لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا۔
ان غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری غیر مقلدین کا مذہب بیان کرتے ہوئے ''توہین سلف'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

(۱) مکتوبات امام ربانی ص ۳۲۶ ج المکتوب ۲۰۷

''اہل حدیث کا مذہب ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنے والا کافر ہے اور اولیاء کی (جن کا تقویٰ طہارت معلوم اور ثابت ہو) توہین کرنے والا یا ان کی نسبت بدظنی یا تحقیر کرنے والا فاسق ہے (آگے لکھتے ہیں) حدیث قدسی ہے۔ من عادیٰ لی ولیاً فقد اٰذنته بالحرب (جو کوئی میرے ولی سے عداوت رکھتا ہے میرا اس سے اعلان جنگ ہے) بلکہ عام مسلمانوں کی توہین وتذلیل کرنا بھی گناہ کبیرہ ہے خاص کر جو لوگ ہم سے پہلے ایمان دار گزرے ہوں ان کی نسبت تو نیک دعا کا حکم ہے''

قرآن شریف میں تعلیم ہے۔

ربنااغفر لنا ولإخواننالذین سبقونا بالإیمان ولاتجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا (پ۲۸)

مختصر یہ کہ اہل حدیث کا مذہب توہین سلف کے حق میں وہی ہے، جو مصنف ہدایہ نے لکھا ''لاتقبل شهادة من یظهر سب السلف لظهور فسقه''(۱)

(کتاب الشہادۃ) (جو سلف صالحین کو بُرا کہے اس کی شہادت معتبر نہیں)۔

مذکورہ عبارت غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ صاحب کی ہے جن کو وہ رئیس المناظرین کے لقب سے بھی یاد کرتے ہیں یہ غیر مقلدین کے مسلک کے پُر جوش داعی ہیں، اسی داعیئے کے تحت کتاب ''اہل حدیث کا مذہب'' لکھی اور ایک عنوان بھی ''توہین سلف'' کا باندھا مگر ان غیر مقلدین کا عمل بالکل اس کے برخلاف نظر آتا ہے اسی لئے صحابۂ کرام کے سلسلے میں ان کے بعض علماء نے کس قدر ہفوات بکی ہیں کہ سلف کے عقیدے کا ان سے دور کا بھی تعلق نہیں، صحابہؓ سے متعلق علماء امت اور سلفِ صالحین کا موقف بالکل واضح اور بے غبار ہے، امت محمدیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ صحابہ کی مذمت کرنے والا زندیق اور منافق ہے۔

امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(۱) اہل حدیث کا مذہب ص ۹-۸

''جس نے صحابہ کی عیب جوئی کی وہ ملحد اور اسلام کا مخالف ہے اس کا علاج تلوار ہے اگر وہ توبہ نہ کرے''۔(۱)

اور علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں ''وہ بدترین زندیق ہے''(۲)

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے سلسلے میں بدگوئی کرنے والے کا کس قدر سخت حکم ہے کہ اس کو زندیق تک اکابر نے کہا ہے بلکہ ملحد بھی کہا ہے اور غیر مقلدین کے شیخ الاسلام نے فاسق مردود الشہادۃ کہا ہے مگر بعض غیر مقلدین کو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بیر ہے اس لئے ان شخصیات کے سلسلے میں الزام تراشی سے نہیں تھکتے، کچھ اس سلسلے میں مزید تراشے قارئین کی نذر ہیں تاکہ غیر مقلدین کا عقیدہ سامنے آئے کہ ان کو صحابۂ کرام سے بالکل عقیدت نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کا دخل

غیر مقلدین کے مایہ ناز محقق حکیم فیض عالم صاحب کا نظریہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی ہاتھ تھا جن میں سرفہرست حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ایک قول کو ابن سعد کے حوالے سے نقل کر کے حکیم صاحب لکھتے ہیں۔

''کیا حذیفہؓ کے ان الفاظ سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اس سازش سے باخبر تھے اور اگر یہ سازش صرف مجوس یا یہود کی تیار کردہ تھی تو حذیفہ کو تمام واقعات بیان کرنے سے کون سا امر مانع تھا، اسی حذیفہؓ کا بیٹا محمد اور محمد بن ابوبکرؓ دونوں مصر میں ابن سبا کے معتمد خاص تھے''

مزید لکھتے ہیں:

''ان واضح شواہد کی موجودگی میں کیا اس بات سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ فاروق اعظمؓ کی شہادت کے پیچھے ایک بہت بڑی سازش کا ہاتھ نہیں تھا، صرف

(۱) اصول سرخسی ص۱۳۴ ج ۲۔ (۲) فتاویٰ ابن تیمیہ ص۱۶۳ ج ۲

چند نومسلم یا مجوسی اپنے اندر اتنا دم خم نہیں رکھتے تھے، غور کیجئے کہ اس سازش کے پیچھے کون سا خفیہ ہاتھ تھا؟ اگر وہ سازشی لوگ معمولی حیثیت کے تھے تو کعبؓ اور حذیفہؓ دبی زبان میں اظہار خیالات کے بعد خاموش کیوں ہو گئے؟ انہیں کس کا ڈر تھا یا انہیں نئی حکومت میں کسی عہدہ ملنے کی توقع تھی' (۱)

حضرات حسنینؓ سے بغض

حکیم فیض عالم صاحب کو معلوم ہوتا ہے کہ حضرات حسنین سے بغض ہے کہ وہ انہیں، زمرۂ صحابہ میں شمار کرنے کو بھی تیار نہیں بلکہ جو حضرات حسنین کو زمرۂ صحابہ میں شمار کرے اسے سبائیت کا ترجمان بتلاتے ہیں چنانچہ حکیم صاحب لکھتے ہیں:

''حضرات حسنین کو زمرۂ صحابہ میں شمار کرنا صریحاً سبائیت کی ترجمانی ہے یا اندھا دھند تقلید کی خرابی' (۲)

علماء دیوبند اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

ہر دانشمند جانتا ہے کہ اہل سنت والجماعت کا مسلک معتدل مسلک ہے جس کے سچے علم بردار علماء دیوبند ہیں، یہ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق وہی عقیدہ رکھتے ہیں جو کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے ساتھ صحابہ کرام کے طریقے اور متعین کردہ راہ ہدایت کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں جیسا کہ ان کی تحریریں اور عمل شاہد ہے اس سلسلے میں قدرے تفصیل ذیل میں پیش ہے۔

حضرت شیخ الاسلامؒ کی رائے گرامی

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معیار حق ہونے اور ان کے اقوال وافعال کے حجت ہونے پر طویل بحث

(۱) شہادت ذوالنورین ص ۷۲-۷۱ (۲) سیدنا حسن ابن علی ص ۲۳

خلاصہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں....

نبی کریم ﷺ کے بعد مقدس ترین طبقہ نبی کے بلاواسطہ فیض یافتوں اور تربیت یافتہ لوگوں کا ہے جن کا اصطلاحی لقب صحابۂ کرام ہے۔ قرآن کریم نے من حیث الطبقہ اگر کسی گروہ کی تقدیس کی ہے تو وہ صرف صحابہ کا طبقہ ہے اس پورے کے پورے طبقہ کو راشد ومرشد، راضی ومرضی، نقی القلب، پاک باطن، مستر الطاہر، محسن وصادق اور موعود بالجنۃ فرمایا پھر ان کی عمومی مقبولیت وشہرت کو کسی خاص قرن اور دور کے ساتھ مخصوص ومحدود نہیں رکھا بلکہ عمومی گردانا۔ قرآن مبین نے کتب سابقہ میں ان کے تذکروں کی خبر دے کر بتلادیا کہ وہ پچھلوں میں بھی قیامت تک جانے پہچانے رہیں گے۔(۱)

چند سطروں کے بعد حضرت حکیم الاسلام رحمۃ اللہ علیہ یوں رقم طراز ہیں۔

علماء دیوبند اس عظمت وجلالت کے معیار سے صحابہ میں تفریق کے قائل نہیں کہ کسی کو لائق محبت سمجھیں اور کسی کو معاذ اللہ لائق عداوت، کسی کی مدح میں رطب اللسان ہوکر اطراء مادح پر اتر آئیں اور کسی کی مذمت میں غلو کر کے تبرائی بن جائیں، یا تو انہیں سب وشتم کرنے میں بھی کسر نہ چھوڑیں اور یا پھر ان میں سے بعض کو نبوت سے بھی اونچا مقام دینے پر آجائیں، انہیں معصوم سمجھنے لگیں حتی کہ ان میں سے بعض میں حلول خداوندی ماننے لگیں۔ پس علماء دیوبند کے مسلک پر یہ سب حضرات مقدسین تقدس کے انتہائی مقام پر ہیں مگر نبی یا خدا نہیں بلکہ بشریت کی صفات سے متصف، لوازم بشریت اور ضروریات بشری کے پابند ہیں مگر عام بشر کی سطح سے بالاتر کچھ غیر معمولی امتیازات بھی رکھتے ہیں جو عام بشر تو بجائے خود ہیں پوری امت کے اولیاء بھی ان مقامات تک نہیں پہنچ سکے۔ یہی وہ نقطۂ اعتدال ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں علماء دیوبند نے اختیار کیا ہے۔ ان کے نزدیک تمام صحابہ شرف صحابیت اور صحابیت کی برگزیدگی میں یکساں ہیں

(۱) علماء دیوبند کا دینی رخ اور مسلکی مزاج ص ۱۱۹

اس لئے محبت وعظمت میں بھی یکساں ہیں۔ البتہ ان میں باھم فرق مراتب بھی ہے تو عظمت مراتب میں بھی فرق ہے لیکن یہ فرق چونکہ نفس صحابیت کا فرق نہیں اس لئے اس سے نفس صحابیت کی محبت وعقیدت میں کوئی فرق نہیں پڑسکتا۔ پس اس فرق میں الصحابة کلھم عدول (صحابہ سب کے سب عادل تھے) کا اصول کارفرما ہے جو اس دائرے میں علماء دیوبند کے مسلک کا جو حقیقی معنیٰ میں مسلک اھل سنت والجماعت ہے اولین سنگ بنیاد ہے۔

اسی طرح علماء دیوبند ان کی اس عمومی عظمت وجلالت کی وجہ سے انہیں بلا استثناء نجوم ہدایت مانتے ہیں اور بعد والوں کی نجات انہیں کا علمی وعملی اتباع کے دائرے میں منحصر سمجھتے ہیں لیکن انہیں شارع تسلیم نہیں کرتے کہ حق تشریع ان کے لئے ماننے لگیں اور یہ کہ وہ جس چیز کو چاہیں حلال کردیں اور جسے چاہیں حرام بنادیں ورنہ نبوت اور صحابیت میں فرق باقی نہیں رہ سکتا۔(۱)

(موصوف آگے چل کر لکھتے ہیں) پس حق وباطل کے پرکھنے کی کسوٹی ان کی محبت وعظمت اور ان کی دیانت اور تقوائے باطن کا اعتراف اور ان کی نسبت قلبی کا اذعان واعتقاد ہے اس لئے جو فرقہ بھی بلا استثناء انہیں عدول ومتقن مانتا ہے وہی فرقہ حسب ارشاد نبوی فرقۂ حقہ ہے اور وہ الحمدللہ اہل سنت والجماعت ہیں جن کے سچے علم بردار علماء دیوبند ہیں، اور جو فرقہ ان کے بارے میں بدگمانی یا بدزبانی یا بے ادبی کا شکار ہے وہی حقانیت سے ہٹا ہوا ہے کیونکہ شریعت کے باب میں ان کے بارے میں کسی ادنیٰ دخل وفصل کا توھم پورے دین پر سے اعتماد ہٹادینے کی مترادف ہے۔ اگر وہ بھی معاذ اللہ دین کے بارے میں راہ سے ادھر اُدھر ہٹے ہوئے تھے تو بعد والوں کے لئے راہ مستقیم پر ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور پوری امت اول سے آخر تک ناقابل اعتبار ہوکر رہ جاتی ہے اس لئے حسب مسلک علماء دیوبند جہاں وہ منفرداً اپنی ذوات کے لحاظ سے تقی اور نقی اور صفی ووفی ہیں وہیں بحیثیت مجموعی ملت کی نجات بھی ان ہی کے اتباع میں منحصر

(۱) علماء دیوبند کا دینی رخ اور مسلکی مزاج ص۱۱۹

ہے، جیسا کہ آیات قرآنی اس پر شاہد ہیں اور وہ بحیثیت قرن خیر من حیث الطبقہ پوری امت کیلئے نبی کے قائم مقام اور فرقوں کے حق و باطل کے بارے میں معیار حق ہیں۔

پس جیسے نبوت کا منکر دائرۂ اسلام سے خارج ہے ایسے ہی ان کے اجماع کا منکر بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے حتیٰ کہ ان کا تعامل بھی بعض ائمہ ہدایت کے یہاں شرعی حجت تسلیم کیا گیا ہے، اس لئے جذباتی رنگ سے انہیں گھٹانا، بڑھانا یا چڑھانا اور گرانا جس طرح عقل و نقل قبول نہیں کرتی اسی طرح علماء دیوبند کا جامع عقل و نقل مسلک بھی قبول نہیں کرسکتا، علماء دیوبند ان کی غیر معمولی دینی عظمتوں کے پیش نظر انہیں سرتاج اولیاء مانتے ہیں مگر ان کے معصوم ہونے کے قائل نہیں، البتہ انہیں محفوظ من اللہ مانتے ہیں جو ولایت کا انتہائی مقام ہے۔(۱)

اتباع صحابیؓ اور ائمہ مجتہدین

ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی انفرادی رائیں اور شخصی فتاویٰ کی تقلید بھی واجب ہے جیسا کہ اصول کی کتابوں میں موجود ہے۔

قال أبو سعيد البردعي، تقليد الصحابي واجب يترك به القياس لإحتمال السماع والتوقيف ولفضل إصابتهم في نفس الرائ بمشاهدة أحوال التنزيل ومعرفة أسبابه، وقال أبو الحسن الكرخيّ لا يجوز تقليد الصحابي إلا فيما لا يدرك بالقياس

ترجمہ:-شیخ ابوسعید بردعی نے کہا کہ صحابی کی تقلید واجب ہے اور اس کے مقابلے میں قیاس قابل عمل نہیں ہے کیونکہ قول صحابی میں یہ احتمال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے سنا ہو نیز وہ اپنی اجتہادی رائے میں بھی زیادہ مصیب اور درست ہیں، یہ اسی بناء پر ہے کہ انہوں نے نزول قرآن کا بچشم خود معاینہ کیا ہے اور اسباب نزول بھی انہیں اچھی طرح معلوم ہیں۔ابوالحسن کرخیؒ نے فرمایا ہے کہ تقلید صحابی ان ہی مسائل میں ہوگی جو غیر قیاسی ہوں۔

(۱) ایضاً ص ۱۲۱

یہ مذکورہ عبارت حسامی کی ہے، اس پر مولانا عبدالحق صاحب دھلویؒ اس کی شرح نامی میں لکھتے ہیں:

فبهذا الإعتبار لهم مزية على غيرهم وهذا وجه ترجيح رايهم على رأى غيرهم فكما إذا تعارض القياسان لمن بعدهم فيترجح أحدهما على الآخر بنوع ترجيح فكذا ينبغى أن يترجح قياسهم علىٰ قياس غيرهم من المجتهدين لزيادة قوة رأيهم من الوجوه التى ذكرت، وبهذا اندفع ما توهم المخالفون أن قول الصحابى يحتمل الرأى فكيف يُترك به قياس غيرهم لمساواتهم فى الرأى وهذا هو مختار الشيخين وأبى اليسر وهو مذهب مالك وأحمد بن حنبل فى إحدىٰ الروايتين والشافعى فى قوله القديم وإليه مال المصنف(۱)

ترجمہ :- اس لحاظ سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو دیگر اشخاص پر فوقیت حاصل ہے اور بایں وجہ ان کی رائے کو غیر کی رائے پر ترجیح دی جاتی ہے، نیز جس طرح بعد کے لوگوں کے دو قیاسوں میں جب تعارض ہو جاتا ہے تو کسی نہ کسی وجہ ترجیح کی بناء پر ان میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دی جاتی ہے اسی طرح صحابۂ کرام کی رائے اور قیاس کو دیگر مجتہدین کی رائے پر ترجیح دی جائے گی، کیونکہ صحابۂ کرام کی رائے مذکورہ وجوہ کی بناء پر قوی تر ہے۔ لہٰذا مخالفین کا یہ شبہ کہ صحابی کے قول میں اپنی رائے کا احتمال ہے اور رائے میں سب برابر ہیں لہٰذا صحابی کی رائے کے باعث غیر کے قیاس کو کیونکر چھوڑا جا سکتا ہے۔ دور ہو گیا (اس اعتراض کی اب گنجائش نہیں) یہ (تقلید صحابی کا وجوب اور اس کے مقابلے میں ترک قیاس) شیخین (امام ابوحنیفہؒ امام ابویوسفؒ) اور ابوالیسر صدر الاسلام کا مختار قول ہے، نیز امام مالکؒ، امام احمدؒ، اور قول قدیم کے مطابق امام شافعیؒ کا بھی یہی مذہب ہے، اور مصنف کا بھی یہی رجحان ہے۔

اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ جماعت صحابہ کے اجماعی فیصلے اور اجتماعی عمل حجت

(۱) حسامی مع نامی ص۱۹۰،۱۹۱، ج۱

شرعیہ ہیں اسی طرح انفرادی رائے بھی۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے حضرت امام شافعیؒ کا قول یوں نقل فرمایا ہے:-

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم علم، عقل، دین اور فضل میں ہم سے فائق ہیں، اپنی رائے کے بجائے ہمارے لئے ان کی رائے زیادہ بہتر ہے۔(۱)

علامہ ابن تیمیہؒ کا فرمان

علامہ ابن تیمیہ منہاج میں فرماتے ہیں:-

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا جب کسی بات پر اتفاق ہو جائے تو وہ بات باطل نہیں ہو سکتی ہے۔(۲)

اور ایک مقام پر یوں فرماتے ہیں:-

''کتاب وسنت اور اجماع وقیاس کی دلالت کی بناء پر حضرا صحابہ امت میں سب سے اکمل ہیں اسی لئے آپ امت میں کسی بھی شخص کو اس طرح نہیں پائیں گے جو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا معترف نہ ہو، اس مسئلے میں اختلاف اور نزاع کرنے والے۔جیسا کہ روافض ہیں۔درحقیقت جاہل ہیں''(۳)

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں پوری امت مسلمہ یہی عقیدہ رکھتی ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سب سے اکمل ہیں نیز صحابی کے قول وفعل اور ان کے فتاویٰ کو سر سے لگایا جائے اور عمل میں لایا جائے، مگر غیر مقلدین اور ان کی ڈگر پر چلنے والے اپنی ایک اینٹ کی مسجد الگ بنائے ہوئے ہیں۔

اور قرآن وحدیث پر عمل کا نعرہ الاپ رہے ہیں، اور یہ نعرہ بظاہر بڑا پرکشش ہے مگر معلوم ہونا چاہئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو درمیان سے ہٹا کر کتاب وسنت کو سمجھنا ناممکن، اسی لئے بعض جگہ یہ چقمہ بھی دیا ہے کہ ہم صحابہ کرام کو مانتے ہیں مگر تضاد بیانی کہئے یا غیر مقلدین کی خبط الحواسی

کہ۔ بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا ☆ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

(۱) فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۱۵۸، ج ۲۔(۲) منہاج السنۃ ص ۶۶، ج ۳ (۳) ایضاً ص ۱۶۷، ج ۱

حجیت صحابہ رضی اللہ عنہم کے سلسلہ میں غیر مقلدین کا تذبذب

غیر مقلدین کے شیخ الکل میاں نذیر حسین صاحب ایک طرف تو یہ فرماتے ہیں:
اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ اس فتویٰ کی سند صحیح ہے تب بھی اس سے دلیل لانا درست نہیں ہے اس وجہ سے کہ صحابی کا قول حجت نہیں ہے (۱)

دوسری طرف میاں نذیر حسین صاحب کے بارے میں یہ ثابت کیا جا رہا ہے کہ وہ صحابۂ کرام اور تبع تابعین وغیرہ کی زندگی کے نمونہ تھے ان کے بارے میں مولانا فضل حسین صاحب بہاری فرماتے ہیں: کہ باوجود بے انتہا مخالفتوں، مزاحمتوں کشمکشوں اور مشکلات کے علماء مجتہدین، تبع تابعین تابعین، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی کا نمونہ بنا کر اہل عالم کو دکھا دیا۔ (۲)

غیر مقلدین کے ایک شیخ الحدیث اپنی جماعت کا مسلک بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اہل حدیث جماعت کا مسلک کتاب وسنت ہے اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر شخص کے اقوال میں خطا وصواب کا احتمال ہے'' (۳)

یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول حجت نہیں کیونکہ یہ خطا اور صواب کا احتمال رکھتا ہے۔ بس قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حجت مان رہے ہیں۔

اور ان کے شیخ الکل میاں نذیر حسین صاحب سنت صحابہ سے استدلال کر رہے ہیں، اور ''علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین'' والی حدیث یاد آ رہی ہے، چنانچہ ایک مسئلے کے ضمن میں لکھتے ہیں، ''کیونکہ یہ مسئلہ سنت صحابہ کرام کا ہوا موافق فرمودہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین تمسکوبها، اسی وجہ سے اہل سنت والجماعت کے لقب سے ملقب ہوئے (۴)

درحقیقت غیر مقلدین کا کوئی اصول نہیں ہے اور نہ قاعدہ! بس خواہش کے بندے ہیں۔

ایک نیا روز بدلتی ہے لباس ☆ پیرہن رکھتی ہے دنیا کتنے

(۱) فتاویٰ نذیریہ ص ۳۴۰ ج ۱ (۲) (حیات بعد الممات ص ۳) بحوالہ غیر مقلدین کی ڈائری ص ۱۱۸۔
(۳) مسلک اہل حدیث ص ۱۱۔ (۴) فتاویٰ نذیریہ ج ۱، ص ۷۰۰

ان غیر مقلدین کی اور گل کاریاں ملاحظہ ہوں:

مولانا محمد جوناگڑھی ایک مشہور غیر مقلد عالم کی خلفاء راشدین کی شان میں گستاخی دیکھئے لکھتے ہیں:

برادران! حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ حضرت علی مرتضیؓ قطعاً اپنی اپنی خلافت کے زمانے میں دونوں معنی کے لحاظ سے اولوالامر تھے لیکن باوجود اس کے نہ تو کسی صحابی نے ان کی تقلید کی نہ ان کی طرف کوئی منسوب ہوا، بلکہ ان کے اقوال کی خلاف ورزی کی جبکہ وہ فرمان خدا و فرمان رسول کے خلاف نظر آئے، ایک جگہ حضرت عمرؓ کے بارے میں لکھتے ہیں: کہ حضرت عمرؓ موٹے موٹے مسائل اور روزمرہ کے مسائل میں موٹی موٹی غلطیاں کرتے تھے۔ (۱)

ان غیر مقلد عالم کا جنون کس حد تک پہنچ چکا ہے، ان کی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ خلفاء راشدین (معاذ اللہ) فرمان خدا اور فرمان رسول کی کبھی کبھی مخالفت کرتے تھے۔

دوسری طرف ایک غیر مقلد عالم کا صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق یہ دعویٰ ملاحظہ ہو" کہ جس طرح تمام کے تمام صحابہؓ عادل تھے اسی طرح تمام کے تمام صحابہؓ فقیہ تھے" اس بات کو مولانا اسماعیل سلفی غیر مقلد عالم نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کما أن الصحابة كلهم كانوا عدولاً فكذلك كانوا فقهاء. (۲)

اسے دیکھ کر یہی کہا جاسکتا ہے کہ یہ سب زبانی جمع خرچ ہے ورنہ غیر مقلدین کے شیخ الکل میاں نذیر حسین صاحب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسی شخصیت کی فہم پر عدم اعتماد کا اظہار کر رہے ہیں جبکہ حضرت عائشہؓ دین کی فہم، شریعت کے مزاج سے واقفیت میں ایک امتیازی حیثیت کی مالک تھیں چنانچہ ایک مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے میاں صاحب لکھتے ہیں:

رابعاً یہ کہ ولو فرضنا تو یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے فہم سے فرماتی ہیں اور فہم صحابہ حجت شرعیہ نہیں ہے۔ (۳)

(۱) طریق محمدی ص ۴۰۔ (۲) الاخلاق الفکری ص ۲۱۸ (۳) فتاویٰ نذیریہ ص ۶۲۳ ج ۱

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جیسی شخصیت کا فہم تو حجت نہیں ،مگر ان کے یہاں اپنے غیر مقلدین جغادریوں کے فہم ضرور قابل قبول ہیں۔

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری اپنا عقیدہ ومذہب ظاہر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

میں خود کن معنی میں اہل حدیث ہوں، میرا مذہب اور عقیدہ یہ ہے کہ میں خدا اور رسول کے کلام کو سند اور حجت شرعیہ مانتا ہوں، ان کے سوا ایک یا کئی اشخاص کا قول یا فعل حجت شرعیہ نہیں جانتا (روپڑی مظالم ص ۵۶)(۱)

ایسا لگتا ہے کہ غیر مقلدین کا مذہب چوں چوں کا مربہ ہے کہ کہیں قول صحابی کی حجیت کا انکار کرتے ہیں اور کہیں افعالِ صحابہ کی مخالفت کرنے والے کو جہنم کے قریب پہنچادیتے ہیں چنانچہ ایک مسئلے کے ضمن میں غیر مقلدین کے شمس العلماء اور شیخ الکل میاں نذیر حسین صاحب لکھتے ہیں:

اب پھر جو شخص بعد ثبوت قول رسول وافعالِ صحابہ مخالفت کرے وہ اس آیت کا مصداق ہے۔

ومن يشاقق الرسول من بعد ماتبين له الهدىٰ ويتبع غير سبيل المومنين نوله ماتولىٰ ونصله جهنم وساء ت مصيراً۔

جو حکم صراحۃً شرع شریف میں ثابت ہو جائے اس میں ہرگز ہرگز رائے وقیاس کو دخل نہ دینا چاہئے کہ شیطان اس قیاس سے کہ انا خیر منہ حکم صریح الٰہی سے انکار کر کے ملعون بن گیا ہے اور یہ بالکل شریعت کو بدل ڈالنا ہے۔(۲)

شیخ الکل فی الکل میاں صاحب یہاں حقیقت کا اظہار کر گئے ،دراصل اس مسئلے میں ان کو صحابہؓ کے قول سے دلیل پکڑنی تھی ورنہ ان کا مسلک وہی ہے جو گزر چکا گویا کوئی مسلک نہیں ہے من چاہی ہے ع

خود کو بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

(۱) ملاحظہ ہو غیر مقلدین کی ڈائری ص ۱۷۲ (۲) فتاویٰ نذیریہ ص ۶۲۲ ج۱

غیر مقلدین کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے اختلاف کی چند جھلکیاں

اپنے آپ کو اہل حدیث کہنے والے غیر مقلدین صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے کوئی عقیدت نہیں رکھتے ،جیسا کہ مذکور بتصریحات سے واضح ہو گیا، وہ دین کو کتاب وسنت سے صحابہ کو چھوڑ کر براہ راست سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ یہ گمراہی ہے،ان میں کا جاہل بھی اپنے آپ کو مجتہد اور محدث سمجھتا ہے،اور حدیث دانی کی خوش فہمی میں مبتلا رہتا ہے حالانکہ صحابۂ کرام دین کے ستون ہیں ان کو درمیان سے ہٹادیا جائے تو پورا دین مسمار ہو جائے گا مگر یہ لوگ ہیں کہ پوری امت ایک طرف اور علماء غیر مقلدین نیز ان کے جاہل مقلدین ومتبعین ایک طرف،اپنی بات منوانے کی کوشش کرتے ہیں خواہ مخالفت صحابہ رضی اللہ عنہم کے ضمن میں حدیث شریف کی مخالفت ہو جائے اس کی ان کو پرواہ نہیں ہوتی، مثلاً "ماأناعليه وأصحابي يا اصحابي كالنجوم" یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین ہیں یا اسی طرح عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين آپ کا فرمان مبارک ہے،اور علماء غیر مقلدین کے یہ علم میں بھی ہے اگرچہ ان میں کے نادان جاہل اس سے ناآشنا ہیں اور سادہ لوحی میں ان کے پھندے میں پھنس گئے ہیں (خدا تعالی ان سب کو سمجھ دے) بس چند مسائل ہیں جن کو یہ زیادہ اچھالتے ہیں مثلاً تراویح کی رکعات کا مسئلہ یا طلاق ثلث کا مسئلہ وغیرہ وغیرہ، ہر مسئلے کو ہمارے علماء محققین احادیث کی روشنی میں پوری طرح منقح کر چکے ہیں اور دلائل سے حق کو واضح کر چکے ہیں،مگر یہ ہٹ دھرم قوم جلدی سے کہاں ماننے کو تیار ہوتی ہے۔

مسئلہ تراویح

اس مسئلے میں بھی غیر مقلدین نے بڑی دلچسپی لی ہے اور عوام کو بخاری وغیرہ کا حوالہ دے کر مرعوب کرنے کی کوشش کی ہے کہ آٹھ رکعت تراویح بخاری شریف میں حضرت عائشہؓ کی حدیث سے ثابت ہے ایسا لگتا ہے کہ ان غیر مقلدین نے حضور

ﷺ کے فرمان کو زیادہ سمجھا ہے، خلفاء راشدین اور صحابہؓ کرام نے نہیں سمجھا۔

اگر صحابہ رضی اللہ عنہم اور خلفاء راشدین حضرت عائشہؓ کی اس روایت کو تراویح کے بارے میں لیتے تو مسجد نبوی میں خلفاء راشدین کے زمانے میں آٹھ رکعت تراویح جماعت سے پڑھی جاتی مگر یہ غیر مقلدین اس کو قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔

آٹھ رکعت تراویح کے سلسلے میں معلوم ہونا چاہئے کہ ہندوستان میں ۱۲۸۴ھ کے اندر اکبر آباد (آگرہ) کے کسی غیر مقلد مولوی نے فتویٰ دیا کہ تراویح آٹھ رکعت ہیں، اور خطہ پنجاب میں سب سے پہلے تراویح کے آٹھ ہونے کا فتویٰ مولوی محمد حسین بٹالوی نے دیا۔(۱)

بہرحال یہ آٹھ رکعت والی بات بہت بعد کی چیز ہے، پہلوں کو اس کی ہوا تک نہیں لگی ورنہ کسی خلیفہ راشد سے مسجد نبوی میں پڑھنا ثابت ہوتا۔

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب نے تراویح کے آٹھ رکعت ہونے پر دلیل پیش کرتے ہوئے مندرجہ ذیل حدیث پاک کو نقل کیا ہے۔

عن أبي ذر رضى الله عنه قال قال صُمنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ....فلم يقم بنا شيئاً من الشهر حتى بقى سبع فقام بنا حتى ذهب ثلث الليل فلما كانت السادسة لم يقم بنا فلما كانت الخامسة قام بنا حتى ذهب شطر الليل۔ (۲)

ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ روزے رکھے تو کسی روز بھی ہم کو تراویح پڑھانے کھڑے نہ ہوئے یہاں تک کہ سات روزے ماہ رمضان کے باقی رہ گئے تو ایک رات یعنی تیئسویں رات ہمیں تراویح کی نماز ثلث رات تک پڑھائی، پھر چوبیسویں رات نہ پڑھائی، پھر جب پچیسویں رات آئی تو نصف شب تک نماز تراویح پڑھائی۔

اور ان کے شیخ الحدیث مولانا صدیق صاحب نے دلیل میں حضرت عائشہؓ کا فرمان

(۱) ملاحظہ ہو "تعارف علماء اہل حدیث" ص۹۱ (۲) اہل حدیث کا مذہب ص۹۰، (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

نقل کیا ہے ماکان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدیٰ عشرۃ رکعۃ (بخاری)(۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت (آٹھ نفل اور تین وتر) سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

بین القوسین سمیت یہ ترجمہ انہی شیخ الحدیث کا ہے۔

تبصرہ

بخاری والی روایت سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ رمضان وغیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے تو غیر مقلدین کو اگر اس پر پورا عمل کرنا ہے تو غیر رمضان میں بھی تراویح پڑھیں اور گیارہ سے زائد نہ پڑھیں ورنہ آدھا تیتر آدھا بٹیر ہو جائے گا، اسی طرح حضرت ابوذرؓ والی روایت جو ان کے شیخ الاسلام نے نقل فرمائی ہے اس میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چوبیسویں رات میں نماز نہیں پڑھائی اور تراویح شروع کی جبکہ سات روزے ماہ رمضان کے رہ گئے تو تئیس روزوں کے بعد ان غیر مقلدین کو تراویح شروع کرنی چاہئے تب یہ عامل بالحدیث کہلائیں گے اور چوبیسویں رات میں نہ پڑھنی چاہئے نیز نصف شب تک پڑھنی چاہئے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی، معلوم ہوا کہ عوام کو دھوکہ دیا ہے اور قیام لیل کی تشریح بجائے تہجد کے تراویح سے کی ہے۔ بخاری کی روایت میں تعداد کا ذکر ہے مگر اس میں رمضان اور غیر رمضان دونوں کی تعداد برابر ہے جس سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ تہجد ہی مراد ہے ورنہ خلفاء راشدین جو ہر سنت کے سچے عاشق تھے وہ ضرور آٹھ رکعت پڑھتے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین آٹھ تراویح پڑھ کر حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی ودیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مخالفت کر رہے ہیں۔ جہاں تک تراویح کی بیس رکعات کا مسئلہ ہے جس کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، محدثین اور ائمہ مجتہدین نے باتفاق اپنایا وہ احادیث سے صراحۃ ثابت ہے صحابہ کرام اور پوری امت کا اس پر اجماع ہے، اس تحقیق کے لئے ضخیم کتابیں

(۱) مسلک اہل حدیث اور اس کے امتیازی مسائل ص ۱۰۶

موجود ہیں یہاں ایک روایت پیش ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ان النبی صلی ا لله علیه وسلم کان یصلی فی شهر رمضان فی غیر جماعة عشرین رکعة والوتر ۔ (۱)

”بے شک آنحضرت ﷺ ماہ رمضان میں بلا جماعت بیس (۲۰) رکعت اور وتر پڑھتے تھے۔

اور جماعت کے ساتھ بیس رکعت نماز تراویح اور تین وتر جماعت سے باضابطہ مسجد میں پڑھنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے شروع ہوا اور آپ مہاجر تھے اور آپ کی اتباع مہاجر اور انصار صاحبان نے کی، اور کسی صحابی نے آپ کی مخالفت نہیں کی بلکہ اس پر اجماع ہوگیا، اور چودہ سو سال ہوگئے برابر اسی سنت پر جمہور کا عمل ہے، نیز مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں پابندی کے ساتھ اسی پر عمل ہو رہا ہے اور قیامت تک ان شاء اللہ اسی سنت پر عمل ہوتا رہے گا غیر مقلدین مانیں یا نہ مانیں۔

بیس رکعات تراویح ہی کے سنت ہونے کا فتویٰ علامہ ابن تیمیہؒ کا ہے جن کو غیر مقلدین اپنا پیشوا مانتے ہیں۔ (۲)

ایک مجلس کی تین طلاقیں

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب اپنی کتاب میں بعنوان ”ایک دفعہ کی تین طلاقیں“...... لکھتے ہیں

کان الطلاق علی عهد رسول الله ﷺ وأبی بکر وسنتین من خلافة عمر طلاق الثلث واحدة فقال عمر بن الخطاب ان الناس قداستعجلوا فی أمر کانت لهم فیه اناته فلو أمضیناه علیهم فامضاه علیهم (مسلم) (۳)

آنحضرت ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کے زمانے میں بلکہ حضرت عمرؓ کے

(۱) سنن بیہقی ص ۴۹۶، ج ۲ (۲) (ملاحظہ ہو فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۱۹۱، ج ۱) بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ جلد ۱ ص ۲۹۲

(۳) اہل حدیث کا مذہب ص ۹۶

خلافت کے دو سال تک بھی تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی تھیں پھر حضرت عمرؓ نے کہا کہ لوگوں نے ایک ایسے کام میں جلدی کی ہے جس میں شرع کی طرف سے ان کے لئے ڈھیل منظور رکھی گئی تھی، اگر ہم ان پر یہ حکم جاری کر دیں تو مناسب ہے، پس انہوں نے جاری کر دیا (کہ جو کوئی ایک دفعہ میں تین طلاقیں دے گا وہ تین ہی شمار ہوں گی)۔

یہاں تک یہ پوری عبارت غیر مقلدین کے شیخ الاسلام کی ہے، بقول ان کے حضرت عمرؓ نے یکبارگی تین طلاقوں کے تین شمار ہونے کا حکم جاری کر دیا اور یہ بات مسلم شریف کے حوالے سے شیخ الاسلام فرمارہے ہیں، بالفرض اگر ہم یہ حضرت عمرؓ ہی کا حکم مان لیں تب بھی اسی کے مطابق عمل واجب ہے، کیونکہ صحابہ کرام میں سے کسی نے اختلاف نہیں کیا اسی لئے تمام ائمہ کا بھی اس پر اجماع ہے، مگر ان نام نہاد اہل حدیث کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے گویا چڑ ہے، حضور ﷺ تو فرمائیں لوکان بعدی نبی لکان عمرؓ، تو حضرت عمر کی فراست ایمانی کا کیا حال ہوگا۔ یوں تو یکبارگی تین طلاق کے واقع ہونے کی حدیث بھی موجود ہے مگر ان علماء غیر مقلدین کے جاہل مقلدین جو اپنے علماء کی اندھی تقلید کرتے ہیں ان سے تو جیسے یہ کہدیں یہ عوام سر تسلیم خم کر دیں گے مگر حدیث کے سامنے ہوتے ہوئے ان علماء غیر مقلدین کو بہکانے میں شرم نہیں آتی افسوس صد افسوس! یہاں زیادہ تفصیل نہیں پیش کرنی بس ایک مجلس کی تین طلاق کے بارے میں بخاری شریف و مسلم شریف کی ایک روایت پیش ہے۔

حدیث کے الفاظ ہیں۔

فطلقها ثلاثا قبل ان یامره رسول الله ﷺ(۱)

(عویمر عجلانیؓ نے) حضور ﷺ کے حکم دینے سے پہلے ہی اپنی بیوی کو تین طلاق دیدیں۔

یہ طویل روایت ہے جس میں حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ کی طلاق اور لعان

(۱) (بخاری ص ۷۹۱، ج۲، مسلم ص ۴۹۸، ج۱)

کا واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے اپنی بیوی سے لعان کر لینے کے بعد اسی وقت تین طلاق دیدیں اور حضور ﷺ نے کوئی نکیر نہیں فرمائی بلکہ ابو داؤد شریف میں صراحت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان تینوں طلاقوں کو نافذ فرمادیا تھا اسی روایت کے اخیر میں ابوداؤد میں یہ الفاظ ہیں فأنفذه رسول الله ﷺ (۱)

بہرحال ایک مجلس کی تین طلاق کے وقوع پر صحابہ کرام سے اب تک اجماع چلا آرہا ہے، اب اس کی مخالفت وہی جماعت کرسکتی ہے جس کو حضرت عمرؓ اور صحابہؓ کرامؓ سے بیر ہو، اور اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ عمل بالحدیث کا دعویٰ ایک ڈھونگ ہے ورنہ مذکورہ مسئلے میں حضرت عمرؓ کا عمل ہی نہیں بلکہ بخاری شریف کی روایت بھی موجود ہے۔

جمعہ کی دو اذانوں کا مسئلہ

غیر مقلدین حضرات نے جمعہ کی پہلی اذان کو بدعت قرار دیا ہے انکا کہنا ہے کہ یہ اذان حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے، اس لئے یہ سنت نہیں ہوسکتی چنانچہ مولوی محمد صاحب جونا گڈھی لکھتے ہیں ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے اور آپ کے بعد کے دو خلیفوں کے زمانے میں تو اس دوسری اذان کا وجود بھی نہ تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایجاد ہوئی جو وقت معلوم کرنے کے لئے زوراء بازار کی بلند جگہ کہلوائی جاتی تھی نہ کہ مسجد میں پس ہمارے زمانے میں مسجد میں جو دو اذانیں ہوتی ہیں وہ صریح بدعت ہیں اور کسی طرح جائز نہیں'' (۲)

اسی مسئلے سے متعلق غیر مقلدین کے ترجمان رسالہ ''الاعتصام'' کا ایک فتویٰ ملاحظہ فرمائیں ''جمعہ کے روز ایک اذان کا خطبہ کے وقت ہونا مسنون ہے، دو اذان کی ضرورت نہیں .... لہذا اذان عثمانی جسے پہلی اذان کہا جاتا ہے اس کو مسجد میں کہلوانا بدعت ہے (۳)

اسکے جواب کیلئے بخاری شریف، ابوداؤد، نسائی کی روایت پیش ہے ترجمہ ملاحظہ ہو۔

---

(۱) ابوداؤد ص ۳۰۷ ج ۲ (۲) (فتاویٰ ستاریہ ج ۳: ص ۸۵) (۳) (فتاویٰ علماء حدیث ج ۲: ص ۱۷۹) بحوالہ حدیث اور اہل حدیث ص ۷۸۸

"حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ، ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں جمعہ کی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا، پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا اور لوگ زیادہ ہو گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دوسری اذان (جمعہ کی پہلی اذان) کا حکم دیا چنانچہ زوراء پر وہ اذان کہی گئی پھر وہ ایک مستقل سنت بن گئی۔(۱)

یہ بخاری شریف وغیرہ کی روایت ہے مگر جن کو حضرت عثمان و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی بات نہیں بھاتی وہ بخاری تک کی روایت کو رد کر دیتے ہیں۔اس پر کسی صحابیؓ نے تو اعتراض کیا نہیں غیر مقلدین کو اعتراض ہے جواباً کہا جائے گا یہ منہ اور مسور کی دال۔

اور غیر مقلدین دیگر مسائل کو جو اچھالتے ہیں انکا بھی یہی حال ہے بس عمل بالحدیث کا نعرہ ایک خالی خول ہے اور جھوٹا دعویٰ۔

غیر مقلدین کا حدیث پر عمل......فقط ایک دعویٰ

غیر مقلدین کے عمل بالحدیث کی حقیقت کیا ہے؟ آیا یہ لوگ واقعۃ زندگی کے تمام شعبوں میں قرآن و حدیث ہی سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں؟ یا یہ صرف ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہے؟ جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں! اس کو جاننے کے لئے غیر مقلدین کے بزرگوں کی تحریرات پیش کی جاتی ہیں، جن سے بخوبی یہ فیصلہ ہو جاتا ہے کہ غیر مقلدین کا عمل بالحدیث دعویٰ کی حد تک ہے چند متنازعہ مسائل کے علاوہ دیگر مسائل سے انہیں کوئی دلچسپی نہیں ہے سارا زور وشور ان ہی مسائل پر ہے تمام تحقیقات کا مدار یہی مسائل ہیں، گویا یہ مسائل فروعی مسائل نہیں، بلکہ کفر و ایمان کی بنیاد ہیں، یہی وجہ ہے کہ غیر مقلدین کے یہاں ہر وہ شخص اہل حدیث اور پکا محمدی مسلمان ہے، جو آمین پکار کر کہے، رفع یدین کرے، سینہ پر ہاتھ باندھے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھے خواہ وہ کتنا ہی جاہل، گندے اخلاق والا اور بدکردار کیوں نہ ہو، ہاں جو ان مسائل پر عامل نہیں، خواہ کتنا ہی بڑا عالم باعمل، متقی اور پرہیزگار کیوں نہ ہو، وہ نہ اہل حدیث ہے اور نہ محمدی

(۱) بحوالہ حدیث اور اہل حدیث ص ۷۸٦

مسلمان ہے۔**یاللعجب!**

آپ غیر مقلدین کے عمل بالحدیث کے متعلق انکے بزرگوں کی تحریرات ملاحظہ فرمائیں۔

نواب صدیق حسن خاں تحریر فرماتے ہیں:

اس زمانہ میں ایک شہرت پسند اور ریا کار فرقہ نے جنم لیا ہے، جو ہر قسم کی خامیوں اور نقائص کے باوجود اپنے لئے قرآن وحدیث کے علم اور اس پر عامل ہونے کا دعویدار ہے حالانکہ اہل علم وعمل اور اہل عرفان سے اس کو کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ فرقہ ان ''علوم عالیہ'' سے جاہل ہے جن کی واقفیت طالب حدیث کے لئے اس فن کی تکمیل میں نہایت ضروری ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ فرقہ ان ''علوم آلیہ'' سے بھی جاہل ہے جن کے بغیر طریق سنت پر چلنے کی کوئی گنجائش نہیں، مثلاً صرف، نحو، لغت، معانی اور بیان، چہ جائے کہ دوسرے کمالات پائے جائیں۔

اور آگے لکھتے ہیں:۔

ایسے ہی سنن اور اصحاب سنن کے اسلوب وطریقہ کے مطابق کسی ایک مسئلے کے استخراج اور کسی ایک حکم کے استنباط پر بھی قادر نہیں ہیں، اور انہیں اس کی توفیق بھی کیسے ہو کہ یہ حدیث پر عمل کرنے کے بجائے زبانی جمع خرچ پر، اور سنت کی اتباع کے بجائے شیطانی بھاؤ پر اکتفاء کرتے ہیں، اور پھر اس کے عین دین ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔(۱)

اعتراف حقیقت

ان کے نواب وحیدالزماں صاحب بھی حقیقت کا اظہار کر گئے اور نام نہاد جماعت اہل حدیث کے بارے میں یوں رونارو رہے ہیں...... لکھتے ہیں۔

''غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہل حدیث کہتے ہیں انہوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی بھی پرواہ نہیں کرتے نہ سلف صالحین صحابہ اور تابعین کی، قرآن کی تفسیر صرف لغت سے اپنی من مانی کر لیتے ہیں،

(۱)(الحطہ فی ذکر الصحاح الستہ ص ۱۵۲) بحوالہ تعارف علماء اہل حدیث ص ۹۲، ۹۳

حدیث شریف میں جو تفسیر آ چکی ہے اس کو بھی نہیں سنتے ، بعض عوام اہل حدیث کا حال یہ ہے کہ انہوں نے صرف رفع یدین اور آمین بالجہر کو اہل حدیث ہونے کے لئے کافی سمجھا باقی اور آداب اور سنن اور اخلاق نبوی سے کچھ مطلب نہیں ، غیبت ، جھوٹ ، افتراء سے باک نہیں کرتے ، ائمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء اللہ اور حضرات صوفیاء کے حق میں بے ادبی اور گستاخی کے کلمات زبان پر لاتے ہیں ، اپنے سوا تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر سمجھتے ہیں ، بات بات میں ہر ایک کو مشرک اور قبر پرست کہہ دیتے ہیں" (۱)

نواب صاحب کے اس کلام کو ذرا حقیقت کا چشمہ لگا کر پڑھیں ، خاص کر غیر مقلدین عوام اور جُہّال جو ائمہ مجتہدین کی تقلید کو تو ناروا سمجھتے ہیں اور بدعت و شرک تک کہہ دیتے ہیں ذرا ان تحریرات کے آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھیں ! نیز سوچیں اور غور کریں کہ اپنے ان علماء کے بقول عدم تقلید سے کہاں پہنچ گئے کہ صحابہ کرام سے اعتماد اٹھ گیا اور ان کے دین کا ناس ہو گیا۔

آخری گذارش

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم تک اسلام پہنچنے میں دو انسانی واسطے ہیں۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم (۲) حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم

دین اسلام کو اللہ تعالیٰ سے حضور ﷺ نے لیا اور صحابہ کے واسطے سے تمام انسانوں تک پہنچایا ، اگر ابلاغ و روایت کی یہ دو کڑیاں مشکوک و مخدوش یا ناقابل اعتماد ہو جائیں تو دین کی پوری عمارت گر جائیگی اس لئے بقاء دین کی خاطر حضور ﷺ کی عصمت اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پاک بازی و عدالت اور حجیت کو بھی ماننا ضروری ہے ، یہ عقیدہ دین کا سنگ بنیاد ہے جیسا کہ آپ نے گزشتہ اوراق سے معلوم کر لیا ، صحابہ رضی اللہ عنہم سے اگر اعتماد اٹھ جائے تو سارا دین مجروح ہو جائے گا بلکہ غیر معتبر ہو جائے گا ،

(۱) (لغات الحدیث ص ۹۱ ، ج ۲) بحوالہ مذکورہ

غیر مقلدین حضرات کے طرز عمل اور صحابۂ کرام سے متعلق ان کے موقف سے کھلے طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے ذھنوں سے انہوں نے صحابہ کی عظمت کو کھرچ ڈالا جس سے اسلام کی جڑیں کھوکھلی ہو رہی ہیں اور چند حدیثوں پر عمل کرنے کے سوا ان علماء غیر مقلدین کے متبعین کو دوسری احادیث اور سنتوں کی کوئی پروانہیں ہے۔

خدارا! بیدار مغزی سے کام لیں اور آخرت کو سامنے رکھ کر صحیح معنیٰ میں اپنے کو محمدی اور سُنی ثابت کریں۔

خدایا ہم سب کو حبیب پاک ﷺ اور آپ کے اصحاب واحباب سے سچی محبت نصیب فرما کر صراط مستقیم پر قائم ودائم فرما۔

اللهم أرنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه وأرنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه،
آمین یا رب العٰلمین بجاه سید المرسلین

عبدالخالق سنبھلی
استاذ دارالعلوم دیوبند
۳ر محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

